ادارہ نقشبندیہ اویسیہ دارالعرفان منارہ ضلع چکوال

انوار التنزیل

یعنی

تلخیص احکام القرآن

مرتبہ

حافظ عبد الرزاق ایم اے
الحسنات منزل چکوال

ناشر

ادارہ نقشبندیہ اویسیہ دار العرفان (منارہ) ضلع چکوال

نام کتاب ——— انوار التنزیل
از افادات ——— حضرت مولانا اللہ یار خاں رحمۃ اللہ علیہ
مؤلف ——— حافظ عبدالرزاق ایم۔اے
کتابت ——— ناظر حسین
طباعت ——— ایم ایف پرنٹرز لاہور
تاریخ اشاعت ——— جنوری سنہ ۱۹۹۷ء
تعداد ——— بار سوم ایک ہزار
قیمت ——— ۱۵؍ روپے

ناشر

ادارہ نقشبندیہ اویسیہ دارالعرفان (منارہ) ضلع چکوال

ملنے کا پتہ

ادارہ نقشبندیہ اویسیہ دارالعرفان (منارہ) ضلع چکوال

فہرست

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	تعارف	۵
۲	از ابتدائے سورۂ فاتحہ تا سورۂ بقرہ رکوع ع۲۱	۱۲
۳	سورہ بقرہ رکوع ۲۲ تا ختم سورۃ	۱۵
۴	سورۂ آل عمران	۱۸
۵	از ابتدائے سورۃ النساء تا رکوع ۲۰	۲۱
۶	سورۃ النساء رکوع ع۲۱ تا ختم سورہ مائدہ	۲۴
۷	سورۃ الانعام از ابتدا تا ختم سورۃ ھود	۲۷
۸	سورۂ اعراف از ابتدا تا ختم سورۃ	۲۸
۹	سورۂ انفال تا سورۂ توبہ رکوع ع۱۱	۳۳
۱۰	سورۂ توبہ رکوع ع۱۲ تا ختم سورۂ یونس	۳۶
۱۱	سورۂ ھود تا ختم سورۂ یوسف	۳۹
۱۲	سورۂ رعد تا سورۂ النحل رکوع ع۱۲	۴۲
۱۳	سورۂ النحل رکوع ع۱۳ تا ختم سورۂ الکہف	۴۵
۱۴	سورۂ مریم تا ختم سورۂ انبیاء	۴۹
۱۵	سورۃ الحج تا ختم سورۃ المومنون	۵۲
۱۶	سورۃ النور تا ختم سورۃ الشعراء	۵۵

نمبر شمار	مضمون	صفحہ

باسمہٖ سبحانہٗ

تعارف

اِنَّ خَیْرَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہ

اللہ تعالیٰ کی آخری مقدس کتاب، قرآن مجید کا پڑھنا باعثِ خیر و برکت ہے۔ اس کے احکام اور تعلیمات کا فہم حاصل کرنا موجب ہدایت ہے۔ اور اس کی تعلیمات پہ عمل کرنا ذریعہ نجات و فلاح ہے۔ اور یہ آخری شق ہی درحقیقت اس کتاب کے نزول کا مقصد ہے۔ ظاہر ہے، کہ اس کی تعلیمات پر عمل کرنا اس کے احکام کے علم و فہم کے بغیر ممکن نہیں۔ اور فہم قرآن کے لئے تلاوت قرآن لازمی ہے۔ گویا اس کتابِ ہدایت کو پڑھنے کا ڈھنگ سیکھنا اور اسے پڑھتے اور سنتے رہنا اس اصل مقصد کی طرف بڑھنے کا پہلا قدم ہے۔ اور قدم اٹھایا ہی نہ جائے تو منزل کی طرف بڑھنا معلوم!

یوں تو اس کتاب کا ہر لفظ اور اس کی ہر آیت معانی اور معارف کا خزانہ ہے۔ اور کوئی شخص جتنا غور و فکر کرے اسی قدر معانی اور معارف کے گہر ہائے آبدار سے ذہن و قلب کو مالا مال کرے گا۔ مگر اس کا ایک پہلو ایسا ہے کہ ایک عامی انسان بھی اس نعمت سے محروم نہیں رہ سکتا اور وہ پہلو ہے۔ وَلَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّکْرِ فَہَلْ مِنْ مُّدَّکِرٍ۔

اس فقیر نے اسی پہلو کے پیشِ نظر یہ حقیر سی کوشش کی ہے کہ کتاب ہدایت کے احکام اور تعلیمات کا خلاصہ اس انداز سے پیش کیا جائے کہ عامی انسان اس سے اجمالی ہدایت حاصل کر کے اپنی عاقبت سنوارے اور اپنے پروردگار کی خوشنودی حاصل کر سکے۔

رمضان المبارک کا مہینہ نزول قرآن کی سالگرہ کا مہینہ ہے۔ شاید اسی مناسبت سے اس مہینے میں سارے کرۂ ارض پر اس کتاب کی تلاوت کثرت سے ہوتی ہے اور باقی مہینوں کی نسبت کثرت سے سنا جاتا ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے ہر چیز اپنے موسم میں جوبن پر آتی ہے اسی طرح

اس مہینے میں قرآن سننے اور سنانے کی عبادت پوری بہار پر ہوتی ہے۔ اس مناسبت سے اس امر کا لحاظ رکھا گیا ہے کہ ایک باب میں اتنے حصے کا خلاصہ لکھا جائے جو بالعموم حفاظ قرآن ایک رات نماز تراویح میں سناتے ہیں۔ اس طرح روزانہ سننے اور سنانے والوں کو اتنے حصے میں بیان کردہ تعلیمات ربانی سے آگاہی ہو جائے۔ اور اللہ توفیق دے تو اس کی روشنی میں روزمرہ زندگی کا محاسبہ کرتے رہیں۔

رمضان المبارک کے علاوہ باقی حصے میں بھی اس سے خود بھی فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے اور تبلیغ دین کا فریضہ انجام دیتے ہوئے دوسروں کو بھی فائدہ پہنچایا جا سکتا ہے۔

کوئی کام خواہ چھوٹا ہو یا بڑا معمولی یا اہتمم بالشان اگر سلیقے سے کیا جائے تو مطلوبہ نتائج حاصل ہونے کی توقع زیادہ ہوتی ہے۔ قرآن مجید سے ہدایت حاصل کرنا تو بڑا اہم کام ہے بلکہ اصل کام ہی یہی ہے اس لئے جتنا سلیقے سے کیا جائے اتنا ہی زیادہ مفید اثرات ظاہر ہوں گے اور اس کے لیے سلیقہ یہ ہے کہ ان آداب کو ملحوظ رکھا جائے جو اس کے پڑھنے، سننے، سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کے لیے ضروری بھی ہیں اور آزمائے ہوئے بھی ہیں۔ اس حقیقت کے پیش نظر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان آداب کا ذکر یہاں کر دیا جائے۔

تلاوت قرآن کے آداب

۱۔ طہارت کاملہ کے ساتھ پورے خلوص سے قبلہ رو ہو کر بیٹھے کما قال تعالیٰ لَا یَمَسُّہٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ۔

۲۔ تلاوت شروع کرنے سے پہلے اعوذ باللہ الخ پڑھے جیسا کہ ارشاد باری ہے۔ اِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

۳۔ ترتیل سے پڑھے یعنی ہر حرف کا تلفظ ٹھیک ادا ہو۔ (وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا)

۴۔ پورے ادب اور خشوع سے پڑھے یہ خیال کرے کہ رب العالمین سے ہمکلام ہے اور اسے دیکھ رہا ہے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو یہ خیال تو رکھے کہ وہ مجھے دیکھ رہا ہے۔

۵۔ اگر معانی سمجھتا ہو تو آیات بشارت پر خوش ہو اور وعید کی آیتوں پر ڈرے اور رحمے

بقول حضرت عبداللہ بن مسعود "قرآن مجید کی آیات پر ٹھیر جاؤ اور ان سے دلوں کو حرکت دو"

۶۔ اچھی آواز سے سنوار کر پڑھے اور اتنی مقدار پڑھے کہ شوق اور رغبت قائم رہے۔
۷۔ تلاوت کے دوران کلام ربانی کی عظمت اور اپنی مسکینی اور عاجزی کا مظاہرہ کرتا رہے۔ ادب، خلوص، خشوع وخضوع کا لحاظ نہ رکھتے ہوئے جلدی جلدی قرآن مجید پڑھنا اور اس بات پر خوش ہونا کہ میں نے اس قدر پڑھ لیا ہے، یا اتنے ختم کئے ہیں، آداب تلاوت کے خلاف ہے بلکہ اندیشہ ہے کہ کہیں اللہ تعالیٰ ناراض نہ ہو جائے
ترجمان القرآن حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا، کہ قرآن تھوڑا پڑھا جائے مگر سمجھ کر پڑھا جائے۔

قرآن سننے کے آداب

۱۔ جب قرآن سنایا جا رہا ہو تو سامع نہایت خاموشی اور پوری توجہ سے سنے۔ ارشاد باری ہے۔ وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا۔
۲۔ خلوص نیت سے سنے۔ یعنی یہ ارادہ کرے کہ میں اس کلام سے ہدایت حاصل کروں گا صرف تفریح، شغل، نشاط اور دفع الوقتی کے طور پر نہ سنے۔
۳۔ کلام ربانی کی عظمت اور اپنی عاجزی کا خیال رکھے۔
۴۔ اس یقین کے ساتھ سنے کہ اللہ تعالیٰ نے بڑا احسان فرمایا جو یہ کلام ہماری ہدایت کے لیے نازل فرمایا۔ اور اس احسان عظیم کا شکر ادا کرنا ہم ایسے عاجزوں سے کیونکر ممکن ہے۔ مگر شکر کا کم از کم مرتبہ یہ ہے کہ پوری توجہ سے سنا جائے۔
۵۔ دل میں گداز اور یقین کامل پیدا کرنے کی کوشش کرے۔

فہم قرآن کے آداب

۱۔ قرآن مجید کی آیات کا مطلب اس یقین کامل کے ساتھ سمجھنے کی کوشش کی جائے کہ یہ اللہ کا کلام ہے اور اس نے کمال رحمت سے بندوں کی ہدایت کیلئے اسے نازل

نازل فرمایا، اگر اسے محض ادب پارہ (PIECE of LITERATURE) سمجھ کر پڑھا جائے تو اس کی ادبی خوبیوں تک تو نگاہ پہنچ سکتی ہے مگر فہم قرآن کی دولت نہیں مل سکتی۔ چنانچہ غیر مسلم محققین اور مستشرقین اس کی ادبی خوبیوں کا اعتراف تو کرتے چلے آئے مگر اس سے ہدایت حاصل کرنے سے محروم ہی رہے۔

۲۔ اس حقیقت پہ ایمان ہو کہ یہ کتاب رہتی دنیا تک تمام بنی نوع انسان کے لیے مکمل ضابطۂ حیات ہے۔ ہر دور اور انفرادی و اجتماعی زندگی کے ہر پہلو میں اس سے پوری پوری رہنمائی حاصل کی جا سکتی ہے۔ اگر اس کی جامعیت میں شک ہو، یا اسے جزوی یا وقتی ہدایت نامہ سمجھا جائے تو فہم قرآن حاصل نہیں ہو سکتا اور انسان اس کی لافانی تعلیمات کے ساتھ طرح طرح کے مصنوعی پیوند لگانے کی حماقت کر بیٹھتا ہے۔

۳۔ پورے خلوص سے رہنمائی حاصل کرنے کے لیے اسے سمجھنے کی کوشش کی جائے۔ جتنا زیادہ اخلاص ہوگا اتنا ہی زیادہ فہم قرآن حاصل ہوگا۔

۴۔ قرآن مجید کا صحیح فہم ان لوگوں کو حاصل ہوتا ہے جو زندگی کے معاملے میں محتاط اور ذمہ دار واقع ہوئے ہوں۔ احتیاط کریں کہ اللہ تعالیٰ کی بغاوت میں کوئی قدم نہ اٹھنے پائے۔ اس وصف کو تقویٰ کہتے ہیں۔ اور ایسے لوگوں کو متقی کہتے ہیں۔ ارشاد ربانی ہے ھُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ، ظاہر ہے کہ جو شخص جائز و ناجائز صحیح اور غلط میں تمیز کرنے کو زحمت بیجا سمجھے وہ ہدایت و ضلالت کے متعلق فکر مند کیوں ہو، ایسے آوارہ مزاج آدمی کو قرآن کی سعادت کیونکر نصیب ہو۔

۵۔ کسی چیز کے کھرے اور کھوٹے، ناقص اور کامل کا فیصلہ اس کے معیار اور کسوٹی کی مدد سے ہوتا ہے۔ اگر معیار کو نظر انداز کر دیا جائے تو ہر کھوٹی چیز کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ یہ کھری ہے مگر ایسا کہنے سے حقیقت نہیں بدلتی۔ قرآن مجید میں غور و فکر اور تدبر کرنے سے انسان جس نتیجے پر پہنچے اسے حقیقی معیار پہ جانچ کے ضرور دیکھ لے اور اس کا اولین معیار تو فہم رسول ﷺ ہے (وہ برگزیدہ ہستی جس پہ قرآن نازل ہوا) دوسرا معیار فہم صحابہ کرام ہیں۔ کیونکہ اس مقدس گروہ کو براہ راست نبی کریم ﷺ کی شاگردی کا شرف

حاصل ہوا۔ اگر کسی مفکر یا مفسر کی تحقیق ان معیاروں سے متصادم ہو تو یقیناً وہ فہم قرآن کی دولت سے محروم ہے اور اس کی تحقیق پرکاہ کے برابر وزن نہیں رکھتی۔

لسانیات، ادب، لغت اور نحو وغیرہ علوم آلیہ کی مدد سے جو فہم حاصل ہو وہ اسی وقت صحیح تصور ہوگا جب وہ فہم رسول ؐ اور فہم صحابہ رضؓ کے مطابق ہو۔ قرآن مجید کے اولین مخاطب اہلِ زبان تھے۔ فصاحت و بلاغت پر نازاں تھے۔ مگر قرآن فہمی میں وہ نبی امی ؐ کی رہنمائی کے محتاج تھے۔ چنانچہ جب قرآن حکیم کی آیت اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْٓا اِیْمَانَھُمْ بِظُلْمٍ الخ نازل ہوئی تو صحابہ پریشان ہونے لگے۔ وجہ پریشانی یہ تھی کہ انہوں نے لفظ ظلم کے وہی معنے سمجھے جو کوئی ماہر لسانیات یا ادیب سمجھتا ہے مگر حضور اکرم ؐ نے اس مقام پر قرآن کے اصطلاحی مفہوم کی نشاندہی فرمائی تو پریشانی دور ہوگئی اور قرآن کا حقیقی مطلب واضح ہوگیا۔ یعنی یہاں ظلم سے مراد شرک ہے۔ اس لیے جو لوگ قرآن فہمی کے حقیقی معیار کو نظر انداز کر کے محض لغت اور ادب وغیرہ کی مدد سے قرآن کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں وہ ہدایت کی راہ سے ہٹ کر منزل مقصود سے بہت دور جا چکے ہیں۔ لہٰذا قرآن فہمی میں اپنی عقل کو معیار بنانے کی غلطی کبھی نہ کی جائے بلکہ اپنی فکری کاوشوں کے ماحصل کو فہم رسول ؐ اور فہم صحابہ رضؓ کے معیار پر پرکھ لیا جائے

۶۔ قرآن مجید کو رہنما بنا کر اس کے پیچھے پیچھے چلنے کے جذبۂ صادق کے ساتھ قرآن مجید کی تعلیمات کو سمجھنے کی کوشش کی جائے۔ قرآن کو اپنی خواہشات اور اپنی رائے کے تابع بنانے کی غلطی ہرگز نہ کی جائے۔ فکر و نظر کی ایک بہت بڑی گمراہی یہ ہے کہ زندگی کے مسائل کے بارے میں انسان پہلے اپنی ایک رائے قائم کر لیتا ہے۔ پھر قرآنی آیات کو اپنی رائے کی تائید اور تصدیق کے لیے تختۂ مشق بناتا ہے۔ اور اسے ایک تحقیقی کارنامہ سمجھتا ہے۔ یقیناً یہ وسوسۂ شیطانی ہے۔

عمل بالقرآن کے آداب

۱۔ اخلاص نیت۔ قرآنی تعلیمات پر عمل کرنے سے یوں تو انسان کی انفرادی اور اجتماعی

زندگی میں نظم، توازن اور اعتدال پیدا ہو جاتا ہے۔ اور ایسے بے شمار فوائد حاصل ہوتے ہیں جن کا تعلق اس دنیا کی زندگی سے ہے جو بلا شبہ چند روزہ ہے، مگر ابدی اور دائمی اور اخروی فوائد اسی صورت میں حاصل ہو سکتے ہیں کہ تعمیل احکام میں اخلاص کا سچا جذبہ کارفرما ہو یعنی ہر حکم کی تعمیل اس نیت سے کی جائے کہ میرا رب مجھ سے راضی ہو۔ اس کا فائدہ یہ ہے کہ دنیوی فوائد تو ضمناً حاصل ہو ہی جائیں گے مگر اخروی فوائد حاصل ہونے کی سعادت بھی نصیب ہو گی جو لافانی اور لازوال ہیں محض قلب کے اس فعل سے اور دل کا رخ اللہ کی رضا کی طرف کر کے قرآنی تعلیمات پر عمل کرنے سے دوگونہ فوائد اور منافع حاصل ہوتے ہیں عمل کی صورت اور ہیئت وہی مطلوب اور محبوب ہے جو نبیؐ کے بتائے ہوئے اختیار کئے ہوئے طریقے کے عین مطابق ہو۔ اگر کوئی شخص احکام قرآنی کی تعمیل کی صورت محض اپنی تحقیق اور پسند سے متعین کر لے اور نبیؐ کے اسوۂ حسنہ کو نظر انداز کر دے تو وہ تعمیل احکام قرآنی مردود اور غیر مقبول قرار پائے گی۔ اس پہ فائدہ تو کیا مرتب ہوگا الٹی سزا ملنے کا اندیشہ ہے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ نے بندوں کی ہدایت کے لیے صرف کتاب مبین بھیجنے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اس کے ساتھ خاتم النبیینؐ کو بھی مبعوث فرمایا جن کے فرائض نبوت میں یہ بات بھی رکھی گئی کہ کتاب پہنچائیں، اس کا مفہوم سمجھائیں اور اس کی تعلیمات کی حقیقی روح کے مطابق عملی نمونہ پیش فرمائیں۔ اسی لیے اللہ نے اہل ایمان کو حکم دیا ہے کہ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔ جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ قرآنی تعلیمات کی عملی تعبیر صرف وہی معتبر اور مقبول ہو گی جو قرآن لانے والے کے عملی نمونہ کے مطابق ہو۔

۳۔ محبت و شوق۔ قرآنی تعلیمات پر محض ضابطے کی پابندی کے طور پر عمل کیا جائے تو اسے بظاہر تعمیل حکم ہی کہا جائے گا مگر وہ تعمیل بے روح ہو گی۔ اللہ کا تعلق بندوں کے ساتھ محض ضابطے کا تعلق نہیں کہ بس ایک حکم دے اور عدم تعمیل کی صورت میں فوراً سزا دے دے۔ بلکہ اللہ کا تعلق کمال شفقت اور انتہائی رحمت کا ہے کہ

ایک بات بار بار کئی طریقوں سے اور نئے نئے اسلوب اختیار کر کے بیان کی جاتی ہے جیسے ماں باپ اپنے بچوں کو بار بار سمجھاتے ہیں اور کبھی نہیں اکتاتے۔ پھر اللہ تعالیٰ فوراً گرفت نہیں کرتا بلکہ خاصی مہلت دیتا ہے۔ اس لیے بندوں کا تعلق بھی اپنے رب سے محض ضابطے کا نہیں ہونا چاہیے بلکہ اطاعت میں محبت اور شوق کا جذبہ کارفرما ہو تو وہ اطاعت مقبول بھی ہوگی اور اس پر مطلوبہ فوائد بھی مرتب ہوں گے۔

۴۔ اگر انسان کو عمل بالقرآن کی توفیق مل جائے تو اس پر اترائے نہیں بلکہ اپنے اعمال کی خامیوں پر کڑی نگاہ رکھے اور ہمیشہ یہ سمجھے کہ اطاعت کا حق ادا نہیں ہوا۔ اس طرح اطاعت میں مزید آگے بڑھنے اور اپنی کوشش میں اضافہ کرنے کا ارادہ اور ہمت پیدا ہوگی۔

۵۔ قرآنی تعلیمات پر عمل کرنے میں یہ جذبہ کارفرما ہو کہ یہ کتاب ہماری ہدایت کے لیے نازل ہوئی ہے اور ہم سے اس بات کی باز پرس ہوگی کہ ہم نے کس حد تک اس کتاب سے ہدایت حاصل کی۔ آخرت کی جوابدہی پہ یقین قائم رہے تو انسان بے راہ نہیں ہونے پاتا۔ اور غفلت سے محفوظ رہتا ہے۔

مختصر یہ کہ عمل بالقرآن کی حقیقی روح یہ ہے کہ اخلاص نیت۔ اتباع سنت۔ محبت و شوق سے آخرت کی جوابدہی کے یقین کے ساتھ قرآنی تعلیمات پہ عمل کیا جائے۔ اس طرح دنیوی زندگی سکون و راحت سے گزرے گی اور آخرت بھی انشاء اللہ تعالیٰ سنور جائے گی۔

اللھم وفقنا لما تحب وترضی واجعل آخرتنا خیرا من الاولیٰ

بندۂ عاصی
حافظ عبد الرزاق

منزل ۱

از ابتدائے سورۂ فاتحہ تا سورۂ بقر رکوع ۲-۱

سورۂ فاتحہ:- یہ سورۃ کتاب ہدایت یعنی قرآن مجید کے دیباچہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس کتاب کا مقصد یہ ہے کہ بندے کو اپنے پروردگار کے ساتھ تعلق قائم کرنے اور اسے برقرار رکھنے کا سلیقہ آجائے۔ اس سورۃ میں اس کے آداب سکھائے گئے ہیں مثلاً بندہ اپنے آپ کو محتاج سمجھے۔ اور سب کچھ دینے والا اپنے رب کو ہی سمجھے۔ اس کی شایان شان تعریف کرے پھر اس کی بندگی کرنے اور وفادار رہنے کا عہد کرے پھر اپنی حاجت پیش کرے۔ مگر بندہ اپنی کوتاہ نظری کی وجہ سے یہ بھی نہیں جانتا کہ اسے رب العالمین سے کیا مانگنا چاہئے۔ چنانچہ رب العالمین نے وہ چیز مانگنے کی تعلیم دی جس کے مل جانے کے بعد کوئی احتیاج باقی نہ رہ جائے کہ اے رب کریم! ہمیں اس راستے پر چلا جو سیدھا منزل مقصود پر پہنچتا ہے۔ اور جس پر تیرے مقبول بندوں کے قافلے چلتے رہے اور اپنے نقوش پا چھوڑ گئے۔

سورۂ بقرہ:- سورۂ فاتحہ میں جو چیز مانگنے کی تعلیم دی گئی تھی اس سورۃ میں وہ مطلوبہ چیز دینے کا اعلان کیا گیا کہ لو، یہ قرآن کتاب ہدایت ہے۔ اس کی تعلیمات کے مطابق زندگی بسر کرو تو منزل مقصود پر پہنچ جاؤ گے۔ مگر قرآن سے ہدایت لینے کی ایک شرط یہ ہے کہ آدمی پختہ ارادہ کرے کہ ایسی محتاط زندگی گزاروں گا کہ اللہ کی بغاوت میں کوئی قدم بھی اٹھنے نہ پائے۔ اس احتیاط کو قرآن تقویٰ کہتا ہے اور ایسے محتاط انسان کو متقی۔ ایسے محتاط لوگوں کی واضح علامت یہ ہے کہ وہ اپنی جان اپنا مال بلکہ اپنی ہر چیز اور ہر قوت اللہ کی ہدایت کے عین مطابق کام میں لاتے ہیں۔ من مانی نہیں کرتے جو لوگ ایسی احتیاط کرنے کا سرے سے ارادہ ہی نہ رکھتے ہوں وہ اس کتاب سے ہدایت نہیں پا سکتے۔ ایسے لوگوں کو قرآن کافر کہتا ہے اور

ان سے بھی زیادہ محروم وہ لوگ ہیں جو اس کتاب پہ ایمان لانے کا اظہار تو کرتے ہیں مگر دل سے منکر ہیں۔ ان کو منافق کہا جاتا ہے۔ ان کی علامت یہ ہے کہ حقوق کا ذکر چھڑے تو لینے کے لیے لپکتے ہیں اور ذمہ داریوں کا نام آئے تو جان بچاتے پھرتے ہیں۔

پھر پوری نوع انسانی کو توحید کی دعوت دی گئی اور بتایا کہ قرآن مجید اللہ کا کلام ہے۔ انسانی تصنیف نہیں۔ اللہ نے حضرت آدمؑ کو زمین پہ اپنا نائب مقرر کرتے وقت یہ تسلی دی تھی کہ اے آدمؑ تیری اولاد کی ہدایت کے لیے سامان ہدایت ہماری طرف سے آتا رہے گا۔ اور یہ قرآن اس وعدے کے پورا کرنے کی آخری قسط ہے۔ پھر بنی اسرائیل کی تاریخ کے چند مشہور واقعات بیان ہوئے تاکہ مسلمان ان سے عبرت حاصل کریں۔ مثلاً اللہ نے اس قوم میں متعدد انبیاء بھیجے۔ کتابیں نازل کیں کہ ان سے ہدایت حاصل کریں۔ اس قوم کو دنیا بھر کی امامت عطا کی حکومت دی۔ دولت دی۔ مگر اس قوم نے اللہ کی ہر نعمت کی ناقدری کی۔ اپنے محسن انبیاء کو اذیتیں دیں۔ بعض کو قتل بھی کیا۔ الہامی تعلیمات کا مذاق اڑایا۔ الفاظ اور معنی بدل دیئے۔ اس پہ طرہ یہ کہ اب بھی اپنے آپ کو اللہ کی چہیتی قوم سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں سزا دینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ جنت ہمارے لیے وقف ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ سب باتیں اللہ پہ بہتان کے سوا کچھ نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں قدر و منزلت کا معیار ایمان صحیح اور عمل صالح ہے۔ رنگ و نسل نہیں پھر یہ لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم دین ابراہیمؑ کے سچے پیرو ہیں مگر یہ دعویٰ بھی غلط ہے کیونکہ حضرت ابراہیمؑ سچے موحد تھے اور یہ لوگ مشرک ہیں۔ وہ خدا پرست تھے۔ یہ لوگ دنیا پرست، زر پرست۔ اس لیے دین ابراہیمؑ کے سچے پیرو تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ماننے والے ہیں۔ پھر مسلمانوں کو بتایا کہ تمہاری خصوصیت یہ ہے کہ تم بہترین امت ہو۔ مگر یہ ایسا اعزاز نہیں کہ استحقاق کے بغیر ہر مدعی اس کا مستحق قرار پائے۔ یہ امت خیر امت کہلانے کی حقدار اس وقت ہو سکتی ہے جب اس کا ہر فرد اپنی بساط بھر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا کام کرتا رہے۔ یہ خدمتِ خلق کا کام اہم بھی ہے اور مشکل بھی۔ اس کام میں کئی رکاوٹیں آئیں گی حتیٰ کہ کبھی کبھی جان کی بازی لگانی پڑے گی۔ نماز کی پابندی کرو گے اور اپنے اندر صبر کا وصف پیدا کر لوگے تو

کوئی مشکل تمہارا حوصلہ پست نہ کر سکے گی۔ اور اس راہ میں جان دینا مر جانا نہیں بلکہ زندہ ہونا ہے۔

پھر یہ بتایا کہ وہ لوگ عقل کے اندھے ہیں جو اس وسیع کائنات کا نظام دیکھ کر بھی خالق کائنات کا انکار ہی کرتے رہتے ہیں۔ رات دن کا الٹ پھیر، موسموں کا تغیر و تبدل۔ بادلوں سے پانی برسنا۔ زمین میں روئیدگی کی خاصیت کا ہونا اور اس سارے نظام کا اس باقاعدگی سے چلنا کہ کہیں بھی ذرہ برابر نقص یا فتور نہ ہو، بھلا ایک عقل مند کے لیے کافی نہیں کہ توحید کا قائل ہو جائے۔ اللہ نے اجمالی ہدایت کے لیے تو کائنات پھیلا دی اور تفصیلی ہدایت کے لیے قرآن مجید نازل فرما دیا۔ فبای آلاء ربکما تکذبان

خلاصۃ المسائل :- کرنے کے کام :-

۱:- اللہ اور رسول پر سچے دل سے ایمان لاؤ۔

۲:- اپنے دل میں اس بات کا پختہ یقین پیدا کرو کہ تمہیں ایک روز خدا کے سامنے پیش ہو کر اپنی دنیوی زندگی کے ہر عمل کے متعلق جواب دینا ہے۔

۳:- اللہ اور رسول نے جو عبادت تم پہ لازم قرار دی ہے پورے خلوص اور محبت سے وہ فرائض پورے کرو۔

۴:- اللہ کی عبادت، رسول کی اطاعت اور مخلوق کی بھلائی کے لیے اپنا وقت اپنا آرام اپنا مال اور اپنی جان خوشدلی سے پیش کرو۔

نہ کرنے کے کام

۱:- انبیاء کی توہین نہ کرنا، شریعت کے احکام کا مذاق نہ اڑانا، اور خدا کے باغیوں سے میل جول نہ رکھنا۔

منزل ۲

سورہ بقرہ رکوع ۲۲ تا ختم سورۃ

جاہلیت کے زمانے میں جو گمراہیاں پھیل چکی تھیں ان میں سے چند ایک کی اصلاح فرمائی۔

۱:۔ انسان کی اپنی پسند ہی نیکی کا معیار نہیں بلکہ نیکی وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نیکی قرار دے مثلاً نیکی یہ ہے کہ آدمی کا عقیدہ صحیح ہو۔ عمل صالح ہو۔ معاملات درست اور اخلاق پاکیزہ ہو۔

۲:۔ قتل کا قصاص لینا ظلم نہیں اور نہ غیر انسانی فعل ہے بلکہ یہ تو انسانیت کی حفاظت کا ذریعہ ہے اور معاشرہ میں امن قائم رہنے کی ضمانت ہے۔

۳:۔ حج اور عمرہ ایک ہی سفر میں کرنا صحیح ہے۔

۴:۔ سفر حج کے دوران تجارت کر لینا جائز ہے۔ البتہ نیت حج کی ہو تجارت کرنا ہی مقصد نہ ہو پھر انفرادی اور اجتماعی زندگی سنوارنے کے لیے چند ہدایات دیں۔

۱:۔ رمضان کا پورا مہینہ خلوص اور محبت سے روزے رکھو، اس سے تمہاری عمدہ سیرت کی تعمیر ہوگی۔

۲:۔ جہاد سے جی نہ چراؤ۔ (۳) اللہ کے دین کی خاطر خوشدلی سے مال خرچ کرو (۴) ناجائز طریقوں سے دوسروں کا مال نہ کھاؤ۔ ان باتوں سے معاشرہ میں امن قائم رہے گا پھر زندگی کے چند حقائق بیان ہوئے۔

۱:۔ دنیا اور مال کی محبت حد سے بڑھ جائے تو انسان کو اللہ سے دور اور اس کی بندگی سے غافل کر دیتی ہے۔

۲:۔ ابتداء میں انسان توحید کا عقیدہ رکھتا تھا، پھر ضد اور سرکشی کی وجہ سے توحید کو چھوڑ بیٹھا۔

۳:۔ معاشرے میں اکثر خرابیاں دو وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔ اول شراب نوشی۔ اس سے عقل زائل

ہو جاتی ہے جب عقل نہ رہی تو نیکی اور بدی میں تمیز ہی کیونکر ہو۔ دوم جوا بازی، اس سے لوٹ کھسوٹ کی عادت پیدا ہوتی ہے۔ اور دوسروں کی حق تلفی کرنا جب عام ہو جائے تو معاشرے میں امن قائم نہیں رہتا۔

۴۔ معاشرے کی ترقی کے لیے ضروری ہے کہ آزاد شہوت رانی نہ ہو بلکہ نکاح کے پاکیزہ تعلق پہ معاشرے کی بنیاد رکھی جائے۔

۵۔ نکاح کے بعد اس تعلق کو قائم اور پرکیف بنانے کا درجہ بدرجہ سلیقہ آداب کا لحاظ رکھنا ہے۔

۶۔ اللہ کے حکام کا مذاق نہ اڑاؤ ورنہ دلوں سے قانون کا احترام جاتا رہے گا اور معاشرے میں ظلم اور زیادتی عام ہو جائے گی۔

پھر گھریلو زندگی کو خوشگوار بنانے کے طریقے سکھائے:۔

۱۔ خاوند اور بیوی صرف اپنے حقوق کی فکر ہی نہ کریں بلکہ اپنے فرائض کا زیادہ خیال رکھیں۔

۲۔ اگر شوہر اور بیوی میں کسی طرح بھی نباہ نہ ہو سکے تو شریفانہ طریقے سے علیحدہ ہو جائیں۔

اس تقریر کے دوران نماز کی پابندی کی تاکید کی گئی۔ کیونکہ نماز ہی انسان میں اللہ کا خوف اور اس کی بندگی کا جذبہ پیدا کرتی ہے اور یہ دو چیزیں پیدا ہو جائیں تو زندگی کے تمام مسائل حل ہو جاتے ہیں۔

پھر اجتماعی بقا اور دین کی حفاظت کے لیے جہاد فی سبیل اللہ کی ترغیب دی گئی ہے بنی اسرائیل کا ایک واقعہ بیان ہوا کہ یہ لوگ دنیا کی محبت میں گرفتار ہو کر اللہ اور رسول کی اطاعت چھوڑ بیٹھے چنانچہ ان میں بزدلی پیدا ہو گئی جہاد کا جذبہ ختم ہو گیا۔ نتیجہ یہ کہ نہ تو اپنی جان کی حفاظت کے قابل رہے نہ اپنے دین کو محفوظ رکھ سکے مسلمانو! ہوشیار رہنا، اطاعت حق سے منہ نہ موڑنا ورنہ بنی اسرائیل کی طرح ذلیل ہو جاؤ گے۔

پھر دنیوی زندگی کی حقیقت بیان فرمائی:۔

۱۔ یہ زندگی ایک مہلت ہے۔ امتحان ہے اور یہ مال، دولت، قوت و اقتدار اللہ کی امانت ہے۔ اگر اس امانت کو اللہ کی ہدایت کے مطابق استعمال کرو گے تو اس امتحان میں کامیاب ہو گے ورنہ ناکام۔ یاد رکھو یہ مہلت دوبارہ نہیں ملے گی۔

پہلے آخرت کی زندگی کے متعلق بتایا کہ وہ نہ ختم ہونے والی زندگی ہے۔ آخرت کی زندگی کا پہلا مرحلہ یہ ہے کہ تمہیں اس بات کا جواب دینا ہوگا کہ تم نے اللہ کی امانت میں خیانت کی یا امین بن کے دنیا میں زندگی بسر کی۔ وہاں کوئی سفارش یا رشوت یا بہانہ سازی کام نہ دے گی۔ ان حقائق کو سامنے رکھو اور خوب سمجھ لو کہ کامیاب انسان وہ ہے جو اپنے آزاد اختیار سے حق کو قبول کرے۔ جو لوگ ضد اور کج بحثی سے حق کی مخالفت کرتے ہیں وہ انسان کہلانے کے مستحق نہیں ہیں۔ پھر حق پرستوں کے اوصاف بتائے۔

۱۔ وہ سراپا اخلاص ہوتے ہیں۔ ۲۔ وہ ایثار کرتے ہیں تو صرف اللہ کی رضا کی خاطر۔
۳۔ ریا سے بچتے ہیں ۴۔ عمدہ چیزیں اللہ کی راہ میں قربان کرتے ہیں۔

یہاں ایک خطرے سے آگاہ کیا کہ شیطان تمہیں بہکائے گا کہ خرچ کرو گے تو مفلس ہو جاؤ گے۔ پھر اس کا علاج بتایا کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنا نہیں ہوتا بلکہ مستقبل کے لیے جمع کرنا ہوتا ہے جب یہ دنیا چھوڑ کر دوسری دنیا میں جاؤ گے تو یہ خرچ اس غیر ملک میں تمہیں زرمبادلہ کا کام دے گا۔ پھر بتایا کہ صدقات قبول تب ہوتے ہیں جب ان آداب و شرائط کا لحاظ رکھا جائے۔

۱۔ صرف مستحق کو دیا جائے۔ پیشہ ور بھک منگوں۔ اوباشوں اور بے دینوں کو دیا تو مال ضائع ہوگیا۔ پھر ایک اور خطرے سے آگاہ کیا کہ سود خوری بہت بڑی لعنت ہے۔ یہ انسان کو خدا پرستی سے ہٹا کر زر پرستی سکھاتی ہے۔ انسان سنگدل ہو جاتا ہے سود خور اللہ اور رسول ؐ کے دشمن ہیں۔ اللہ اور رسول ؐ انسان کو خود غرضی نہیں بلکہ ایثار اور ہمدردی کی تعلیم دیتے ہیں۔

کرنے کا کام:- اپنے اندر اللہ کا خوف اور اس کی بندگی کا سچا جذبہ پیدا کرو، انفرادی اور اجتماعی زندگی کے سارے مسائل حل ہو جائیں گے۔ یہ دو چیزیں نہ ہوئیں تو تمہیں نہ یہاں سکون ملے گا نہ وہاں آرام پاؤ گے ؎

سب سے بدتر بتوں سے ہے امید
سب سے بہتر خدا سے ڈرنا ہے

منزل ۳

سورہ آلِ عمران از ابتدا تا ختم سورۃ

اس سورۃ کا مرکزی مضمون اہلِ کتاب کے من گھڑت عقائد کی تردید اور ان کی اصلاح ہے۔ سب سے پہلے توحید کی تعلیم دی، اور شرک سے منع فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی چند صفات کا بیان ہوا مثلاً عبادت کے لائق صرف وہی ہے، حیّ اور قیوم ہے۔ یعنی وہ زندہ ہے اور زندہ رہنے میں کسی کا محتاج نہیں، مگر ساری مخلوق زندہ رہنے میں اس کی محتاج ہے وہی اس کائنات کا خالق ہے۔ اس کا علم اتنا وسیع ہے کہ کائنات کی کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں۔ ایک روز سب کو اس کی عدالت میں حاضر ہو کر اپنے اعمال کے متعلق جواب دینا ہے۔

پھر بتایا کہ قرآن مجید کتاب ہدایت ہے۔ اس کی آیتیں دو قسم کی ہیں۔ اول وہ جن کے معنی اور مفہوم واضح ہیں۔ وہی اصل معیارِ دین ہیں۔ ان کے مطابق زندگی بسر کرنا تمہارا فرض ہے اور اسی میں تمہارا فائدہ ہے۔ دوم وہ آیتیں جن میں بڑی باریکیاں اور دقیق نکات ہیں۔ اور جن کی حقیقت تک پہنچنا صرف اہلِ علم کا کام ہے۔ مگر جو لوگ حقیقی اور معیاری علم کے بغیر ان آیتوں کے مفہوم میں مین میخ نکالنے لگیں اور اُلٹی سیدھی رائے دینے لگیں، وہ عمل سے بھاگتے اور پابندیوں سے بچنے کے بہانے تلاش کرتے ہیں۔ قرآن سے پہلے جو کتابیں نازل کی گئیں ان کے ساتھ نادانوں نے یہی دوسرا رویہ اختیار کیا۔ مثلاً:۔

۱۔ کبھی تو اللہ کے احکام کا صاف انکار کر دیا۔

۲۔ کبھی کتاب الٰہی کے لفظوں کو بدل دیا، معنوں میں ہیر پھیر کیا۔

۳۔ انبیاء کو تنگ کیا، قتل کیا کہ ایسی تعلیمات کیوں پیش کرتے ہیں۔ اس کے باوجود وہ لوگ اب بھی یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم اللہ کے چہیتے ہیں۔ اللہ نے ان کی بدعنوانیوں کی

وجہ سے اس قوم کو دنیا کی امامت سے معزول کر دیا اور مسلمانوں کو اس عہدے پہ فائز کیا اور تنبیہ کی کہ تین باتوں کا خاص خیال رکھنا۔

۱۔ اللہ سے اپنا معاملہ کھرا رکھنا۔

۲۔ اللہ کے دشمنوں کے ساتھ دوستی نہ رکھنا۔

۳۔ اللہ کی محبت کے کھوکھلے دعویٰ نہ کرنا۔ یہ دعویٰ تو دلیل چاہتا ہے اور دلیل یہ ہے کہ آدمی اپنی زندگی کے ہر معاملہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع کی فکر کرے ورنہ اللہ کی محبت کا دعویٰ جھوٹا ہے۔ پھر عیسائیوں کے اس عقیدہ کی تردید کی کہ عیسیٰؑ خدا کے بیٹے ہیں۔ دیکھو حضرت ذکریاؑ بوڑھے تھے ان کی بیوی بانجھ تھی اور اللہ سے اولاد کے لیے دعا کی۔ اللہ نے بشارت دی کہ تمہارے بڑھاپے اور تمہاری بیوی کے بانجھ پن کے باوجود ہم تمہیں بیٹا دیں گے۔ چنانچہ حضرت یحییٰؑ پیدا ہوئے۔ مگر تم نے ان کی انوکھی پیدائش کی وجہ سے انہیں خدا نہیں کہا۔ سوچو! کہ بڑھاپے میں بانجھ بیوی سے کبھی اولاد ہوئی ہے؟ کیا حضرت یحییٰ کی پیدائش ایک انوکھی بات نہیں تھی؟ اس طرح ہم نے حضرت مریمؑ کو بتایا کہ کسی مرد کے مس کیے بغیر تمہارے ہاں بیٹا ہوگا۔ ہم اپنی قدرت کا کرشمہ دکھائیں گے چنانچہ حضرت عیسیٰ بن باپ کے پیدا ہوئے تو تم نے انہیں خدا بنا لیا اور تمہارے بھائی یہودی اس مقدس پیغمبر پہ الزام دھرنے لگے اور ان کی جان کے درپے ہو گئے تم دونوں فریق گمراہ ہو اور لطف یہ کہ توحید کا انکار کرنے کے باوجود تم کہتے ہو کہ ہم ملتِ ابراہیمیؑ پہ ہیں سنو! ملت ابراہیمیؑ پہ رہنا چاہتے ہو تو اس نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم پہ ایمان لاؤ اور مرکزِ ابراہیمؑ یعنی کعبہ سے تعلق پیدا کرو۔

پھر مسلمانوں کو کامیاب زندگی کے اصول بتائے۔

۱۔ اللہ کا خوف دل میں پیدا کرو۔

۲۔ اسلام پہ قائم رہو۔

۳۔ آپس میں اتفاق سے رہو۔

۴۔ اہل کتاب یعنی یہودیوں اور عیسائیوں کا کہنا نہ مانو۔ ان کی روش اختیار نہ کرو، ورنہ تمہیں بھی

یہ لوگ گمراہ کر کے رہیں گے۔

۵:۔ تمہاری جماعت میں ایک ایسا گروہ ہمیشہ موجود رہنا چاہیے جو صرف دین پھیلانے کا کام کرتا رہے اگر تم نے دعوت دین کا کام چھوڑ دیا برائیوں سے رکنا اور روکنا ترک کر دیا تو اہل کتاب کی طرح ذلیل ہو جاؤ گے۔

۶:۔ مال تو خرچ کرنے کی چیز ہے جمع کرنے کی نہیں اور سود کا کاروبار تو انسان کو زر اندوزی سکھاتا ہے اس لیے سود کے قریب بھی نہ جانا۔

۷:۔ منافقوں سے خبردار رہنا وہ تمہارے خیرخواہ بن کر مشورہ دینے میں کہ جان اور مال ضائع نہ کرو۔ اس طرح وہ تمہیں دین سے دور رکھنا چاہتے ہیں غزوہ احد میں ان لوگوں نے یہی کچھ کیا تمہارا مقصد محض اللہ کی رضا ہونا چاہیئے۔ پھر اہل حق کی چند صفات بیان فرمائیں۔

۱:۔ وہ کائنات کی ہر چیز سے ایسا سبق حاصل کرتے ہیں جو انہیں اللہ کا بندہ بن کر رہنے میں مدد دیتا ہے۔

۲:۔ ہر حال میں اللہ کو یاد کرتے ہیں کبھی غافل نہیں ہوتے۔

۳:۔ وہ جانتے ہیں کہ اللہ نے انسان کو ایک بلند مقصد کے لیے پیدا کیا ہے صرف کھانا پینا اور عیش کرنا زندگی کا مقصد نہیں۔

۴:۔ وہ یقین رکھتے ہیں کہ آدمی فرائض کی پابندی سے غافل رہا تو اللہ کے عذاب سے اسے کوئی نہیں بچا سکتا۔

۵:۔ ان کی نگاہ ہمیشہ اپنی غلطیوں اور کمزوریوں پر ہوتی ہے اس لیے اپنی اصلاح کی فکر میں لگے رہتے ہیں۔

۶:۔ وہ اللہ کے باغیوں کی چند روزہ عیاشی سے کبھی دھوکہ نہیں کھاتے کہ دین کو چھوڑ کر دنیا کے پیچھے دوڑنے لگیں۔

اس لیے اے مسلمانو! اہل حق کی طرح اللہ کی بندگی میں مستقل مزاجی سے لگے رہو۔ باطل کے مقابلے میں ڈٹ جایا کرو۔ اللہ سے اپنا تعلق درست رکھو اور نبیؐ کی محبت اور کامل اتباع کا جذبہ پیدا کرو۔ ہر میدان میں کامیابی ہو گی۔ ؎

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

منزل ۲

از ابتدائے سورۃ النساء تا رکوع ۲۰

سورۃ النساء:- اس سورۃ کا مرکزی مضمون اصلاح معاشرہ ہے۔ اصلاحی تدابیر یہ ہیں:-

۱:- جو بچے معاشرے میں یتیم بے سہارا رہ گئے ہوں ان کی نگہداشت اور تربیت اچھی طرح کرنا، یہ قوم کا سرمایہ ہیں، یہ بگڑے تو معاشرہ میں بگاڑ پیدا ہو جائے گا۔ ان کی دیکھ بھال اپنے بچوں کی طرح کرنا۔ ان کا مال ضائع نہ کرنا۔

۲:- مرد اور عورت کے درمیان شوہر اور بیوی کا تعلق قائم ہونے سے معاشرہ کی بنیاد پڑتی ہے، یہ بنیاد ناقص ہوئی تو سارا معاشرہ خراب ہوگا۔ اس لیے نکاح کی ترغیب دی اور آزاد شہوت رانی اور چوری چھپے آشنائی کرنے سے روکا۔

۳:- مرد اور عورت کا دائرہ عمل فطری طور پر مختلف ہے۔ یہ اپنے اپنے دائرہ میں کام کریں تو ہر کام معیاری ہوگا ورنہ ناقص۔

۴:- شوہر نگران کار اور ذمہ دار اور بیوی اس کی مشیر اور اس کی پالیسی کو عملی جامہ پہنانے والی۔

۵:- بہترین بیوی وہ ہے جو شوہر کی وفادار، فرمانبردار اور اس کی اولاد، مال اور آبرو کی محافظ ہو۔

۶:- جو بیوی یہ خصوصیات کھو بیٹھے، شوخ، سرکش اور غیر ذمہ دار ہو جائے اس کی اصلاح کی کوشش کرو۔

۷:- اصلاح کے لیے مناسب تدابیر اختیار کرو۔ جائز حد تک سختی کرنی پڑے تب بھی کر لو۔ اصلاح بڑی قیمتی ہے ورنہ گھر کا نظام درہم برہم ہو جائے گا۔

۸:- اللہ کے حقوق اور بندوں کے حقوق دیانتداری سے ادا کرتے رہو، معاشرہ پر امن اور صحت مند رہے گا۔

۹۔ اللہ کے حقوق میں سرِ فہرست نماز کی پابندی ہے۔ شوق اور محبت سے نماز ادا کیا کرو۔ نماز سے آدمی کے دل میں اللہ کا خوف اور اس کی بندگی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

۱۰۔ حقوق ادا نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ آدمی تکبر کے مرض کا شکار ہوتا ہے۔ اس مرض سے بچنا۔ ابلیس اسی مرض کا شکار ہوا اور ہمیشہ کے لیے دھتکار دیا گیا۔

۱۱۔ غلطی اور نادانی سے اللہ کی نافرمانی ہو جائے تو توبہ کر لو۔ توبہ کے آداب یہ ہیں۔ اپنی غلطی کا اعتراف ہو۔ اس پر پشیمانی ہو اور آئندہ ایسا نہ کرنے کا پختہ ارادہ ہو۔ اگر یہ شرط نہ ہو تو صرف زبان سے توبہ توبہ کرتے رہنا بے فائدہ ہے۔ دیکھو اہلِ کتاب نے اللہ کے حقوق کی پروا نہ کی بندوں کے حقوق غصب کئے، ان پر اللہ کا غضب ٹوٹا اور ہمیشہ کے لیے ان کا سکون اُٹھ گیا۔

۱۲۔ سچا مومن بننے کی کوشش کرنا۔ سچے مومن کے اوصاف یہ ہیں:۔

ا۔ زندگی کے تمام معاملات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے رہنمائی حاصل کرے۔

ب۔ حضور اکرمؐ جو فیصلہ فرما دیں اس کے خلاف زبان سے شکوہ کرنا تو درکنار دل میں بھی تنگی محسوس نہ ہو۔

ج:۔ اس راہ پر چلنے میں باطل جو رکاوٹیں کھڑی کرے انہیں راستے سے ہٹانے کی کوشش کرتا رہے حتیٰ کہ باطل کے مقابلے میں جان کی بازی لگانے میں دریغ نہ کرے۔ اسی کا نام جہاد فی سبیل اللہ ہے۔

د:۔ مومن کے جہاد کا مقصد یا تو یہ ہوتا ہے کہ حق کا راستہ روکنے والوں کو راستے سے ہٹایا جائے یا یہ کہ حق پرستوں کی جو جماعتیں باطل کے نرغے میں آ گئی ہیں انہیں باطل کے چنگل سے چھڑایا جائے۔

ی:۔ اس راہ میں جان دینے کو موت نہیں بلکہ حیات جاودانی سمجھے۔

جہاد کی صورت میں لوگ چار قسم کے ہوتے ہیں:۔

۱۔ مجاہد جو عملی طور پر جنگ کر رہے ہیں ۲:۔ قاعد جو جنگ کے لیے تیار ہیں مگر ابھی بلایا نہیں گیا۔

۳:۔ معذور جو جنگ میں حصہ لینے کے قابل ہی نہیں۔ یہ تینوں قسمیں اللہ کے ہاں پسندیدہ ہیں۔

۴۔ جو بلا عذر جہاد سے جی چراتے ہیں اور مخالفوں کے ساتھ ساز باز میں مصروف ہیں۔ یہ گروہ

سخت سزا کا مستحق ہے۔

جہاد کے سلسلے میں چند ہدایات دی گئی ہیں:۔

۱:۔ اللہ کی یاد سے کسی حال میں غافل نہ رہنا۔

۲:۔ فوج کے افسران جانبداری سے ہرگز کام نہ لیں ورنہ فوج کا اعتماد ان پر سے اٹھ جائے گا اور اس کا خمیازہ پوری قوم کو بھگتنا پڑے گا۔ خاص طور پر خیانت کاروں کی طرفداری کرنا تو معاشرے کے لیے زہر قاتل ہے۔

پیار اجتماعی طور پر امن و سکون کی فضا پیدا کرنے کی تاکید فرمائی، کہ:۔

۱:۔ عدل و انصاف کو کسی صورت میں بھی نہ چھوڑنا ظلم سے معاشرہ تو کیا سلطنت تباہ ہو جاتی ہے۔ ذاتی فائدہ یا والدین اور رشتہ داروں کا مفاد بھی تمہیں انصاف کی روش سے ہٹانے نہ پائے۔

۲:۔ جو شخص شریعت اسلامی کے احکام کو پس پشت ڈالدے، یا شریعت کے احکام کا مذاق اڑائے وہ خواہ کتنا بڑا مفکر اور فلاسفر ہی کیوں نہ ہو، قرآن کی نگاہ میں احمق ہے اس لیے ایسے دین سے بیزار لوگوں پر قطعاً اعتماد نہ کرنا۔

۳:۔ دنیوی عزت کی خاطر دین کو برباد نہ کرنا، دنیا پرستوں کے ہاں عزت حاصل ہو جانا کوئی شے نہیں۔ حقیقی عزت وہ ہے جو اللہ کے ہاں حاصل ہو۔ اور وہ عزت حاصل ہوتی ہے، اللہ کی بندگی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع سے۔

۴:۔ سوشل زندگی میں اس امر کا خیال رکھنا کہ جس سوسائٹی میں یا جس مجلس میں شریعت کے احکام کا مذاق اڑایا جارہا ہو۔ ایسی مجلس اور سوسائٹی کے قریب بھی نہ جانا اگرچہ تم وہاں خاموش تماشائی بھی رہے تو تمہارا شمار انہی باغیوں میں ہوگا۔ یہ پرلے درجے کی منافقت ہے کہ آدمی ایک نظریہ پر ایمان کا دعویٰ بھی کرے اور اس کے احکام کا مذاق بھی اڑائے۔ اس لیے ایسے دورنگے لوگوں سے میل جول رکھنے سے پرہیز کرنا۔

خالق پہ بھروسہ ہو تو عزت نہیں گھٹتی
افسوس کہ انسان بہت پست نظر ہے

منزل ۵

سُورۃ النساء رکوع ۲۱ تا ختم سُورۃ مائدہ

منافقین اور اہلِ کتاب کی اعتقادی عملی خرابیوں کا ذکر ہو رہا ہے۔ منافقین، اطمینانِ قلب کی دولت سے محروم ہیں۔ دل سے اسلام کا ساتھ بھی نہیں دے سکتے کیونکہ اسلام کے دینِ حق ہونے کا یقین نہیں اور صاف طور پہ اسلام کو چھوڑ بھی نہیں سکتے کیونکہ دنیوی مفاد سے محروم ہونے کا ڈر ہے۔ مسلمانو! ایسے لوگوں سے دوستی نہ رکھنا، ورنہ تمہیں بھی لے ڈوبیں گے۔

اہلِ کتاب کی حالت یہ ہے کہ اللہ کے بعض انبیاء کو سچا کہتے ہیں، بعض کا انکار کرتے ہیں حالانکہ تمام انبیاء ایک ہی دعوت دیتے ہیں اور اللہ کے کسی ایک نبی کا انکار پورے سلسلۂ نبوت کا انکار ہے۔ یہ لوگ نبی کریمؐ سے مطالبہ کرتے ہیں کہ آسمان سے لکھی لکھائی کتاب لا دیجئے ایسے مطالبے کرنا ان کی پرانی عادت ہے انہوں نے حضرت موسیٰؑ سے کہا تھا کہ سر کی آنکھوں سے اللہ کو دیکھ لیں تو ایمان لائیں گے پھر حضرت عیسیٰؑ پہ ایک گروہ نے جھوٹا مقدمہ بنا لیا اور قتل کی سازش کی دوسرے گروہ نے حضرت عیسیٰؑ کو خدا کا بیٹا بنا لیا۔ دونوں گمراہ ہوئے۔ اللہ کا رسول تو اللہ کا بندہ ہوتا ہے اور یہی انسانیت کا بلند ترین مقام ہے خدا کا آخری رسول آچکا۔ اب نجات اور ترقی کا دارومدار صرف اس کی اتباع پہ ہے۔

سورۃ المائدہ:۔ اس سورۃ کا مرکزی مضمون اصلاحِ معاشرہ ہے۔ تاکید کی گئی ہے کہ عہد کی پابندی کیا کرو۔ تم نے اللہ سے فرمانبرداری کا عہد کیا اس کی پابندی یہاں تک کرو کہ اللہ نے جن چیزوں کو حرام قرار دیا ہے ان کا ایک لقمہ بھی تمہارے حلق سے اترنے نہ پائے۔ حلال اور پاکیزہ غذا کا اثر ہوتا ہے کہ آدمی کے اندر تقویٰ اور

طہارت کے اوصاف پیدا ہوتے ہیں۔ پھر نماز کی پابندی کی تاکید کی کہ اس عہد کی پابندی کا سلیقہ بھی آئے گا اور تقویٰ کا وصف بھی پیدا ہوگا۔ خالق کے ساتھ تعلق پختہ کرنے کے ساتھ ہی مخلوق سے عمدہ برتاؤ کرنے کا سلیقہ سکھایا، کہ دوست ہو یا دشمن ہر ایک سے انصاف کا برتاؤ کرنا۔ نہ ظلم ہو نہ جانبداری۔ پھر پرسکون معاشرتی زندگی کے لیے ایک اصول بتایا کہ نیکی کے کام میں ہر شخص کے ساتھ تعاون کرنا خواہ وہ بیگانہ ہی کیوں نہ ہو اور برائی میں کسی کا ساتھ نہ دینا خواہ وہ اپنا ہی کیوں نہ ہو۔ پھر عبرت کے لیے ایک بدعہد قوم کے حالات بتائے کہ اہل کتاب نے اللہ سے بدعہدی کی، توحید کو چھوڑا، کتاب الٰہی کو بدل ڈالا، اپنے محسن انبیاء کرام کو تنگ کیا حتیٰ کہ حضرت موسیٰؑ کو تو قدم قدم پر ستایا۔ ایک مقام پہ تو یہاں تک کہہ دیا کہ موسیٰؑ! تم اور تمہارا خدا جاؤ اور دشمن سے لڑو ہم تو آگے نہیں بڑھنے کے۔

پھر کامیاب زندگی کے لیے ایک دستور العمل بتایا۔

۱:۔ خدا کے باغیوں کو اپنا خیرخواہ اور دوست نہ سمجھنا۔

۲:۔ جو لوگ احکام دین کا مذاق اڑاتے ہیں ان سے میل جول نہ رکھنا۔

۳:۔ اللہ کی مقرر کی ہوئی حدود کو تجاوز نہ کرنا۔

۴:۔ حلال و حرام میں تمیز کرنا اور حرام کے قریب بھی نہ جانا۔

۵:۔ شراب، جوا، لاٹری وغیرہ گندی چیزوں کے قریب بھی نہ جانا ورنہ تمہاری سیرت بگڑ جائے گی اور سارے معاشرے میں بگاڑ پھیلے گا۔

۶:۔ کعبہ تمہارا ایمانی اور روحانی مرکز ہے اس کا احترام کرنا۔

۷:۔ لایعنی اور فضول بحثوں میں نہ پڑنا۔ یہ ان لوگوں کا کام ہے جو کام تو کرنا نہیں چاہتے صرف زبانی جمع خرچ اور دماغی کشتی میں مگن رہتے ہیں۔

۸:۔ جاہلانہ رسم و رواج سے بچنا۔

۹:۔ دوسروں کو بھلائی کی دعوت دیتے رہنا مگر خیال رہے کہ دوسروں کی گمراہی دیکھ کر ان کے پیچھے نہ پڑ جانا بلکہ خیرخواہی کے جذبے کے ساتھ نہایت عمدہ طریقے سے حق کی دعوت دینا۔

۱۰۔ اپنی اصلاح کرنے اور دوسروں کو دعوتِ حق دینے کی توفیق مل جائے تو کہیں غرور میں مبتلا نہ ہو جانا بلکہ اللہ کا شکر کرنا کہ اس نے تمہیں اس قابل بنایا۔

دعوت کا کام بڑا اہم ہے۔ قیامت میں اللہ تعالیٰ انبیاء سے اسی کے متعلق سوال کرے گا۔ حضرت عیسیٰؑ کی مثال بیان فرمائی کہ ان سے سوال ہو گا کہ کیا آپ نے اپنی قوم کو یہ دعوت دی تھی کہ اللہ کو چھوڑ کر میری اور میری والدہ کی پرستش کرو۔ وہ عرض کریں گے کہ الٰہی! میں نے تو انہیں توحید کی دعوت دی تھی۔ یہ عقیدہ انہوں نے خود گھڑ لیا۔ اس وقت تثلیث کا عقیدہ رکھنے والوں کی آنکھیں کھلیں گی مگر کچھ فائدہ نہ ہو گا۔ اس لیے اب وقت ہے کہ لوگ ہوش میں آئیں اور نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت قبول کر کے اور اس کے مطابق زندگی بسر کر کے دنیا اور آخرت دونوں سنوار لیں۔

منزل ۶

سورۃ الانعام از ابتدا تا ختم ھود

اس سورۃ کا مرکزی مضمون توحید و رسالت کا بیان ہے۔ فرمایا نور و ظلمت کے الگ الگ دو خالق نہیں بلکہ سب کا خالق ایک ہی ہے۔ اسی نے یہ کائنات پیدا کی۔ اس کائنات کا نظام بھی وہی چلا رہا ہے۔ ہر چیز کی زندگی اور موت اسی کے اختیار میں ہے۔ ہر شخص کا نفع اور نقصان اسی کے اختیار میں ہے۔ تمہارے فائدے کے لیے نباتات حیوانات اور جمادات اسی نے پیدا کئے، اس لیے عبادت کے لائق صرف وہی ہے۔ تمہارا کام یہ ہے کہ اس کی ہدایت کے مطابق کائنات کی ہر چیز سے کام لے کر اللہ کی عبادت کئے چلے جاؤ۔ خیال رکھنا تم سب کو ایک روز اس کی عدالت میں پیش ہونا اور اپنے اعمال کا جواب دینا ہے۔ سوچو! کہ انسان پیدا ہونے میں اس کا محتاج ہے۔ زندہ رہنے میں اس کا محتاج اور اس زندگی کے بعد جزا و سزا کے لیے صرف اسی کا فیصلہ اٹل ہے۔ تو پھر اس خدا کو چھوڑ کر ادھر ادھر بھٹکتے پھرنا کہاں کی عقلمندی ہے۔ دیکھو اس نے صرف تمہاری جسمانی ضرورتوں کو پورا کرنے کا انتظام ہی نہیں کیا بلکہ تمہاری روحانی اور اخلاقی ہدایت کا سامان بھی کیا۔ وہ انبیاء بھیجتا رہا ان کے ذریعے کتابوں کی صورت میں ہدایات بھی بھیجتا رہا عقلمند لوگ تو اپنے ان محسنوں کی قدر کرتے رہے اور ان کتابوں سے رہنمائی لیتے رہے مگر نادانوں نے ہمیشہ ان کی مخالفت کی۔ آج بھی اللہ نے جو آخری نبی بھیجا اور آخری کتاب ہدایت یعنی قرآن نازل کیا تو نادان کہنے لگے:۔

۱۔ لکھی لکھائی کتاب آسمان سے کیوں نہ اتری۔ ؟

۲۔ ایک انسان بھی بھلا خدا کا رسول ہو سکتا ہے۔ ؟

۳:۔ کوئی فرشتہ آتا اور اعلان کرتا کہ خدا نے یہ رسول بھیجا ہے۔
۴:۔ کتاب کی تعلیم عجیب ہے کہ تمہیں مر کے بھی جی اٹھنا ہے اور خدا کے سامنے حاضر ہونا ہے۔ بھلا کوئی مر کے بھی زندہ ہوا ہے۔ یہ سب باتیں دراصل کام نہ کرنے کے بہانے ہیں۔ قرآن کی دعوت تو حق ہے مگر اس دعوت کو قبول کرنے میں تین قسم کی رکاوٹیں ہیں جو یہ لوگ خود کھڑی کرتے ہیں۔

۱:۔ حجاب طبع یعنی آوارہ مزاج لوگوں کی طبیعت ان پابندیوں کو قبول کرنے سے گھبراتی ہے مگر سوچو کہ ہر تعمیری کام کے لیے کچھ پابندیاں قبول کرنا ہی پڑتی ہیں۔ ہاں پاگل اور دیوانے کسی پابندی سے آشنا نہیں ہوتے۔
۲:۔ حجاب رسم۔ رسم و رواج کو چھوڑنا انسان مشکل سے قبول کرتا ہے اور قرآن تو تمام بری اور غیر انسانی رسموں کو مٹانے کے لیے آیا ہے۔
۳:۔ حجاب سوئے معرفت۔ انسان اپنی ناقص عقل پر اعتماد کرے۔ عقل کہے کہ دین غلط ہے تو انسان اس غلط فیصلے کو قبول کر لے۔ عقل ناقص کی بجائے وحی الٰہی پہ اعتماد ہو تو قرآن کی تعلیم اور دعوت قبول کرے۔

بہر حال نبی کا کام تو دعوت دیتے رہنا ہے۔ رکاوٹیں خواہ ہزاروں ہوں۔ پہلے بھی لوگ انکار کرتے رہے اور اللہ انہیں مہلت دیتا رہا۔ جب انہوں نے اس مہلت سے فائدہ نہ اٹھایا۔ عیاشیوں میں مگن رہے تو اچانک عذاب الٰہی آیا اور وہ لوگ نیست و نابود ہو گئے۔ ان کی دولت ان کی حکومت اور ان کی جمعیت کوئی چیز بھی انہیں خدا کے عذاب سے بچا نہ سکی۔

اے نبیؐ! آپ ہمارا پیغام پہنچاتے رہیں جو لوگ اخلاص کے ساتھ آپ کے پاس آئیں خواہ وہ دنیوی اعتبار سے کم درجے کے ہوں انہیں اپنے پاس سے دور نہ کیجئے اور جو دنیا پرست دولت پر ناز کرتے ہوئے آپ سے دور رہتے ہیں ان کی پرواہ نہ کیجئے۔ یہ کم حیثیت اور غریب لوگ جو مخلص ہیں آپ کی صحبت اور قرآن کی تعلیم کی برکت سے معزز اور صاحب وجاہت بن جائیں گے۔ یہ لوگ مطالبہ کرتے ہیں کہ آپ کوئی ایسا معجزہ دکھائیں جس سے

ہماری تسلّی ہوجائے، پھر ہم آپ کی دعوت پہ ایمان لے آئیں گے۔ مگر یہ محض بہانہ ہے اگر ہم فرشتے بھی بھیج دیں اور ان لوگوں کو مُردوں سے باتیں بھی کرادیں پھر بھی ایمان نہیں لائیں گے، کیونکہ یہ خواہشات کے بندے ہیں۔ انہیں دینِ حق کی قدر نہیں۔ حالانکہ دینِ حق کی تعلیمات تو بڑی سادہ اور نہایت مفید ہیں۔ مثلاً اللہ کے حقوق ادا کرو، کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ۔ مخلوق کے حقوق ادا کرو۔ کسی کے ساتھ زیادتی نہ کرو۔ تنگدستی یا معیارِ زندگی کے گر جانے کے ڈر سے اولاد کو قتل نہ کرو۔ رزق اس کے ذمے ہے جس نے پیدا کیا ہے۔ یتیم کا مال نہ کھاؤ۔ ہر معاملہ میں عدل و انصاف سے کام لو۔ عہد کی پابندی کرو۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا نمونہ اپنے سامنے رکھو۔ دیکھو کیسی عمدہ، سادہ اور مفید تعلیم ہے۔ بس سیدھی راہ یہی ہے کہ اللہ سے رشتہ جوڑو، وہ کام کرو جن سے اللہ راضی ہو۔ اپنا منصب پہچانو، اور اللہ کے بندے بن جاؤ۔ ؎

گو سب کو ہے تسلیم کہ معبود وہی ہے
کم ہیں جو سمجھتے ہیں کہ مقصود وہی ہے

منزل ۲

سورۂ اعراف از ابتدا تا ختم سورۃ

اس سورۃ کا موضوع بنی نوع انسان کو قرآن کی طرف دعوت دینا ہے۔ فرمایا یہ کتاب ہم نے نازل کی تاکہ ہمارا نبیؐ اس کتاب کے ذریعے بندوں کو ہدایت کا راستہ دکھائے اور انہیں ہماری نافرمانی اور ہمارے عذاب سے ڈرائے۔

ہم نے تمہارے جدِ امجد کو مٹی سے بنایا۔ اس کو تمام مخلوق پر فضیلت عطاء کی شیطان نے اس کی فضیلت تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ ہم نے اُسے دھتکار دیا۔ اس نے مہلت مانگی کہ میں آدمؑ کی اولاد سے بدلہ لوں گا۔ ہم نے اُسے مہلت دے دی اور آدمؑ کو خبردار کر دیا کہ اس دشمن سے بچتے رہنا۔ پھر شیطان نے آدمؑ کو بہکایا اور آدمؑ سے لغزش ہوگئی مگر آدمؑ نے قصور کا اعتراف کیا اور معافی مانگی، ہم نے اسے معاف کر دیا۔ اور کرۂ ارض پر اسے اپنا نائب بنا کر بسایا اور اسے ہدایت کی کہ اپنی اولاد کو شیطان سے بچنے کی تاکید کرے اور تسلی دی کہ تمہاری اولاد کی ہدایت کے لیے ہم انبیاء بھیجتے رہیں گے۔

دیکھو ہم ہی نے تمہیں پیدا کیا۔ تمہاری جسمانی اور روحانی ضروریات کو پورا کرنے کا انتظام کیا، تمہارے آرام اور زینت کے لیے طرح طرح کی چیزیں بنائیں، تمہیں اجازت دی کہ ہماری ہدایت کے مطابق ان چیزوں سے فائدہ اٹھاؤ۔ ہاں شرک اور نافرمانی سے بچنا۔ پھر ہم نے یہ بتایا کہ یہ زندگی محض کھیل تماشا نہیں، بڑی ذمہ داری ہے۔ ہم تمہارے اعمال کا حساب لیں گے۔ فرمانبرداروں کو انعام اور نافرمانوں کو سزا دیں گے۔ اس لیے اس مہلت سے فائدہ اٹھاؤ، پھر یہ موقع نہیں ملے گا۔ فائدہ اٹھانے کا طریقہ ایک ہی ہے کہ اللہ کے بندے بن کر رہو، بندوں کے خلاف بن کر رہنے کی حماقت نہ کرنا۔

ہم نے اولادِ آدمؑ کی ہدایت کے لیے اپنے نبی نوحؑ کو بھیجا۔ اس کی قوم کے لیڈر اس کا مذاق اڑانے لگے۔ ہم نے ایک عظیم سیلاب کے ذریعے اس قوم کو تباہ کر دیا۔ پھر ہم نے ھودؑ کو بھیجا، ان کی قوم کے سردار اقتدار کے نشے میں حضرت ھودؑ کی مخالفت کرنے لگے۔ ہم نے ایک تند و تیز آندھی سے اس قوم کو تباہ کر دیا۔ پھر ہمارے نبی صالحؑ آئے، پھر شعیبؑ آئے، سردارانِ قوم ان کی مخالفت میں پیش پیش رہے، ان کا بھی یہی حشر ہوا۔ پھر ہم نے موسیٰؑ کو بھیجا۔ فرعون خدائی کے نشے میں مست تھا۔ سردارانِ قوم نے کہا کہ یہ شخص اقتدار کا بھوکا ہے۔ جادوگر ہے۔ جادو کے زور سے فرعون کی حکومت کا تختہ الٹنا چاہتا ہے۔ چنانچہ انہوں نے حضرت موسیٰؑ کی دعوت کو ٹھکرا دیا۔ ہم نے فرعون کو اس کے لشکر سمیت دریا میں غرق کر دیا۔ اور اسی دریا سے موسیٰؑ کی قوم بنی اسرائیل کو پار اتارا، مگر بنی اسرائیل نے بھی اپنے محسن سے وفا نہ کی، حضرت موسیٰؑ کی نافرمانی کی انہیں تنگ کیا حتیٰ کہ بالکل اکڑ گئے۔ وہ بھی ہمارے عذاب کی لپیٹ میں آگئے۔

ان قوموں کی تباہی کا سبب یہ تھا کہ انہوں نے توحید کا انکار کیا۔ انبیاء کی مخالفت کی، ان کو ایذائیں دیں اور اللہ کے باغیوں کے پیرو، وفادار اور اطاعت شعار بن کر رہنا پسند کیا۔ اے امتِ محمدؐ یہ اس خطرے سے خبردار رہنا۔

اے نبیؐ! آپ بنی اسرائیل کو قرآن کی طرف دعوت دیں، یہ حقیقت سے واقف ہیں کہ اللہ نے موسیٰؑ کو نبی بنا کر بھیجا تھا انہیں کتاب توریت دی تھی اور عیسیٰؑ نبی بھی کتاب ہدایت لے کر آئے تھے۔ اس لیے نبی کا آنا اور کتاب لانا ان کے لیے ایک جانی پہچانی حقیقت ہے، مگر یہ توقع نہ رکھیں کہ سارے اہلِ کتاب آپ کی دعوت پر ایمان لائیں گے۔ یہ قوم اپنے انبیاء کے ساتھ ہمیشہ بے وفائی اور بدعہدی کرتی رہی، ان کو ستایا، شکوہ کرتے رہے، سازشیں کرتے رہے، ان کے قتل کے درپے رہے مگر اس کے باوجود آپ کا کام تو دعوت دینا ہے جو لوگ آپ کی دعوت پر کان نہ دھریں، توحید کو چھوڑ کر خواہشات کی پیروی میں غرق رہیں وہ تو حیوانوں سے بھی بدتر ہیں، حیوان اپنا فرض تو ادا کرتے ہیں، مفید اور مضر میں تمیز بھی کسی حد تک کرتے ہیں مگر جو انسان ہو کر بھلے بُرے میں تمیز نہ کرے وہ انسان نہیں۔

اہلِ کتاب کی اس طویل غفلت اور بدعنوانیوں کی اصل وجہ یہ ہے کہ یہ قیامت کی باز پرس کے قائل ہی نہیں ہے بلکہ ان کی شوخی کا عالم یہ ہے کہ جب آپ قیامت کی باز پرس کا تذکرہ کرتے ہیں تو یہ لوگ ازراہ طنز یہ پوچھتے ہیں کہ قیامت کب آئے گی۔ حالانکہ آپ کا کام قیامت کی تاریخ بتانا نہیں بلکہ ہدایت اور کامیابی کی راہ دکھانا ہے۔ شرک واقعی انسان کے اخلاق کو تباہ کر دیتا ہے۔ اور شرک تو ہے ہی نری حماقت۔ بھلا جو خود محتاج ہو وہ دوسروں کا کیا سنوارے گا۔

اے بنی نوع انسان! شرک سے توبہ کرو۔ تقویٰ اختیار کرو۔ اللہ کا قرب حاصل کرو۔ قرآن پڑھو سنو سمجھو اور اس پر عمل کرو۔ اللہ کی یاد سے کسی وقت غافل نہ رہو تکبر سے بچو۔ اسی میں تمہاری بھلائی اور کامیابی ہے۔ ؎

تعلیم مذہبی کا خلاصہ یہی تو ہے!
سب مل گیا اُسے جسے اللہ مل گیا!

منزل ۸

سورۂ انفال تا سورۂ توبہ رکوع ۱۱

اس سورۃ کا مرکزی مضمون یہ ہے کہ تبلیغ دین اور اشاعت حق کی راہ میں مشکلات پیش آنا یقینی امر ہے۔ حتیٰ کہ وہ وقت بھی آ سکتا ہے کہ باطل اپنی پوری قوت جمع کر کے حق کو مٹانے کے لیے میدان میں آ جائے۔ اس صورت میں مسلمانوں کے لیے ضروری ہے کہ پوری جرأت سے باطل کے مقابلے میں ڈٹ جائیں۔ مقابلے

ابتداء غزوۂ بدر کے واقعات سے ہوتی ہے۔ یہ پہلا تصادم ہے جو باقاعدہ جنگ کی صورت میں حق و باطل کے درمیان ہوا۔ اس جنگ میں مال غنیمت کی تقسیم کے متعلق صحابہ میں اختلاف رائے ہوا۔ اللہ نے فیصلہ فرمایا کہ دیکھو بدر میں فتح تمہاری بہادری سے نہیں ہوئی۔ تمہاری تعداد کم تھی رسد کا معقول انتظام نہ تھا سامان جنگ برائے نام تھا۔ اس لیے یہ فتح تو محض اللہ کی مدد سے ہوئی۔ اس لیے یہ مال اللہ اور رسول کا ہے وہ جیسے چاہیں تقسیم کریں۔ تمہارا کام اللہ اور رسول کی اطاعت کرنا تقویٰ اختیار کرنا اور آپس میں صلح سے رہنا ہے۔ اب فریضۂ جہاد کے آداب سیکھ لو جو یہ ہیں:۔

۱۔ دشمن کے مقابلے میں استقامت دکھانا میدان نہ چھوڑنا۔

۲۔ عین حالت جنگ میں بھی اللہ اور رسول کی اطاعت کرنا۔

۳۔ فرض کی ادائیگی میں خیانت نہ کرنا ورنہ تمہاری ہمتیں پست ہو جائیں گی۔ اس خطرہ سے آگاہ رہنا کہ مال اور اولاد کی محبت انسان کو خیانت پہ آمادہ کرتی ہے۔

۴۔ تقویٰ کی روش نہ چھوڑنا۔

۵۔ دینی جنگ کی غرض یہ ہے کہ حق غالب ہو اور باطل میں اتنی طاقت نہ رہے کہ حق کا

راستہ روک سکے۔

۶۔ مال غنیمت کی تقسیم کا قاعدہ یہ ہے کہ ⅕ بیت المال میں جمع ہو اور ⅘ مجاہدین میں تقسیم کیا جائے۔

۷۔ میدانِ جنگ میں بھی ذکر الٰہی سے غافل نہ رہنا۔

۸۔ آپس میں نہ جھگڑنا، ڈسپلن کا خیال رکھنا ورنہ تمہارے اندر بزدلی پیدا ہو جائے گی۔

۹۔ تکبر نہ کرنا۔

۱۰۔ منافقوں سے ہوشیار رہنا۔

۱۱۔ کفار میں سے جو معاہدہ کرنے کے بعد بدعہدی کریں ان سے کوئی رعایت نہ کرنا۔

۱۲۔ جنگ کے لیے تیاری کرنے میں غفلت نہ برتنا۔ آلات اور اسلحہ جمع کرتے رہنا اور جنگی تربیت میں کمی نہ رہنے دینا۔

۱۳۔ جہاد فی سبیل اللہ کی ترغیب دیتے رہنا، یاد رکھنا جہاد کرنا ایمان کے کمال کی علامت ہے۔ جو شخص اللہ کے دین کی خاطر خوشی سے جان کی بازی لگا دے، اس سے زیادہ وفادار کون ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں مجاہدین فی سبیل اللہ کے بڑے درجے ہیں۔

سورۃ توبہ:۔ اس کا مرکزی مضمون باطل کے خلاف کھلم کھلا اعلان جنگ ہے۔ فتح مکہ کے تقریباً ایک سال بعد حج کے موقعہ پہ اعلان کیا گیا کہ چار مہینے کی مہلت دی جاتی ہے۔ اس کے بعد کسی مشرک کو مرکز اسلام میں رہنے کی اجازت نہ ہوگی۔ بتایا کہ اے مسلمانو! مشرکین کے ساتھ تمہاری دوستی نبھ ہی نہیں سکتی۔ تم خدا پرست، وہ خواہشات کے بندے، نباہ کیسے ہو۔ ان سے دوستی کی تدبیر سوچنے کی بجائے تمہارا کام دشمنان خدا سے جہاد کرنا ہے۔ کوئی خونی رشتہ یا کوئی دنیوی تعلق تمہیں جہاد سے روکنے نہ پائے۔ اگر تمہیں اللہ اور رسول کے مقابلے میں اپنے رشتے اور تعلقات عزیز ہونے لگے تو عذاب الٰہی کے لیے تیار ہو جانا۔ مشرکین عرب کے علاوہ یہود و نصاریٰ بھی اسلام کو مٹانے کے درپے ہیں۔ یہ لوگ جب اپنے دین کی پابندیاں قبول کرنے سے بھاگتے ہیں تو بھلا اسلام کے احکام انہیں کیسے پسند ہوں۔ یہ لوگ توحید چھوڑ بیٹھے ہیں۔ عوام تو درکنار ان کے علماء اور مشائخ بھی دین کو

چھوڑ کر دنیا جمع کرنے میں متحد ہو گئے ہیں، بلکہ مال جمع کرنا ہی ان کا مقصد زندگی بن چکا ہے۔ حلال و حرام کی تمیز کرنا ان کے لیے ایک بوجھ ہے۔ مسلمانو! تم بھی دنیا پرست علماء اور ریاکار مشائخ سے ہوشیار رہنا۔

پھر غزوہ تبوک کا ذکر ہوتا ہے کہ وقت بڑا نازک تھا۔ مہم بڑی اہم تھی۔ اس لیے اس مہم میں شریک ہونا بڑا امتحان تھا۔ چنانچہ جو اس مہم میں شامل نہ ہوئے واپسی پر طرح طرح کے بہانے پیش کرنے لگے۔ البتہ چند سچے مسلمانوں سے سستی ہو گئی۔ شریک نہ ہوئے مگر انہوں نے اپنی غلطی کا اعتراف کیا۔ توبہ کی۔ اللہ نے معافی دے دی۔ مگر منافقوں کے متعلق اللہ نے اپنے نبیؐ کو واضح ہدایت دے دی کہ آئندہ ان لوگوں کو کسی جنگ میں شریک ہونے کی اجازت نہ دی جائے۔ آپؐ نہ ان کے لیے دعا کریں نہ ان کی نماز جنازہ پڑھیں۔ جہاد سے جی چرانے کی یہی سزا ہے۔

اے مسلمانو! تمہارے دل میں کہیں یہ خیال نہ آنے پائے کہ عادی منافق راندۂ درگاہ ہیں۔ نبیؐ کی دعاؤں سے محروم ہیں، مگر ان کے ہاں دولت کی ریل پیل ہے۔ یاد رکھو یہی مال کی محبت انسان کو دین سے بیزار اور اللہ سے دور کرتی ہے۔ پھر سوچو کہ یہ ان کے لیے نعمت ہے یا وبال۔ اسی محبت کی وجہ سے جہاد سے جی چرایا اور اللہ کے غضب کے مستحق ہوئے۔ جن لوگوں کو اللہ کی رضا کے مقابلے میں اپنی جان و مال گھر بار زیادہ عزیز ہے بھلا وہ تمہاری قوت میں کیا اضافہ کریں گے۔ اور ان سے کونسا معرکہ سر ہوگا۔

جو دیکھی ہسٹری اس بات کا کامل یقین آیا
جنہیں مرنا نہیں آیا انہیں جینا نہیں آیا

منزل ۹

سورہ توبہ رکوع ۱۲ تا ختم سورہ یونس

منافقین کی قسمیں بیان ہوئی ہیں۔

۱۔ اعتقادی منافق۔ ان کی سازش اور تدبیر یہ ہے کہ مسلمانوں میں پھوٹ پڑے۔ اسلام کی ترقی رکے بلکہ اسلام ختم ہو جائے۔ انہوں نے اسلام کے خلاف سازش کی اور اسے تقدس کا رنگ دیا۔ انہوں نے ایک مسجد علیحدہ بنائی کہ عبادت کے بہانے سب ہم خیال یہاں جمع ہو کر اسلام کے خلاف اسکیمیں بنائیں گے۔ اللہ نے نبیؐ کو اس کی اطلاع دے دی اور ہدایت کی کہ آپ اس مسجد میں ہرگز نماز نہ پڑھیں۔ چنانچہ وہ مسجد گرا دی گئی۔ دینداری کے روپ میں دین کے خلاف سازشیں کرنا ان منافقوں کا سکہ بند ہتھیار ہے۔

عادی منافق۔ یہ نکھٹو اور بزدل ہیں۔ ان کا عقیدہ تو صحیح ہے مگر غفلت یا کسی بیرونی اثر کے تحت اسلام کے احکام بالخصوص جہاد کے احکام کی تعمیل نہیں کر پاتے۔ یہ قابلِ اصلاح ہیں۔ ان کی اصلاح کی کوشش کی جائے۔

پہلی قسم بہت خطرناک ہے ان سے ہوشیار رہنا۔

پھر مثالی مسلمانوں کے اوصاف بتائے۔ ابتدائے اسلام میں جن لوگوں نے ہجرت کی اور جن لوگوں نے ان بے گھر مہاجرین کو اپنے ہاں بسایا، یہ سب اللہ کے پسندیدہ افراد ہیں۔ جن لوگوں نے آنحضرتؐ کے ساتھ جہاد فی سبیل اللہ میں بھی اپنے مال اور جان کی قربانی دی وہ بھی اللہ کے پسندیدہ اور برگزیدہ ہیں۔ پھر بعد میں آنے والوں میں جو ان کی روش پر چلے وہ بھی اللہ کے ہاں پسندیدہ اور محبوب ہے۔ اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ

اللہ سے راضی ہوئے۔

پہلو عمومی تلقین فرمائی کہ دیکھو اللہ نے تمہاری ہدایت کے لیے تمہارے معاشرے میں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا انتخاب کیا۔ آپؐ کی خصوصیت یہ ہے کہ تم میں سے کسی فرد پہ ذرا سی مصیبت آئے تو نبیؐ کا دل دکھتا ہے اور ہر طرح تمہاری بہتری کی فکر میں رہتے ہیں۔ ایسے شفیق محسن کا کہنا نہ مانو گے تو اس سے بڑھ کر بدبختی اور محرومی اور کیا ہو سکتی ہے۔

سورۂ یونس:- اس سورۃ کا موضوع دعوت الی القرآن ہے۔ فرمایا کہ یہ قرآن حکمت اور دانائی کی باتیں سکھاتا ہے۔ جو اس پر عمل کرے گا حکمت کی دولت پائے گا اور صحیح معنوں میں عقل مند ہوگا جو لوگ اس کتاب ہدایت کی تعلیمات کو ٹھکرا دیتے ہیں ان کی اصل بیماری یہ ہے کہ وہ مرنے کے بعد اللہ کی عدالت میں حاضر ہو کر اپنے اعمال کی جوابدہی کے قائل نہیں۔ اور اسلام کی دعوت پر طرح طرح کے الزام دھرتے ہیں۔ مثلاً:-

۱:- ایک انسان بھی بھلا نبی ہو سکتا ہے۔

۲:- ایک انسان ایک ان دیکھے خدا سے پیغام اور ہدایات حاصل کرے یہ کیسے ممکن ہے۔

۳:- (معاذ اللہ) یہ نبی تو جادوگر ہے۔

۴:- کوئی اور قرآن سناؤ جو ہمارے موافق ہو۔ یہ تو سارے کا سارا ہمارے مخالف ہے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن نبیؐ کی اپنی تصنیف ہے۔ اس لیے جب چاہیں بدل سکتے ہیں۔ اے نبیؐ! ان سے کہیے کہ اگر یہ قرآن میری تصنیف ہے۔ تو تم بھی اہل زبان ہو تمہیں اپنی فصاحت اور بلاغت پہ ناز ہے تم بھی ایسا قرآن یا کم از کم ایسی ایک سورۃ ہی بنا کر لے آؤ۔

اے نبیؐ! آپؐ ان کے مسلسل اور بے معنی انکار کی پرواہ نہ کریں۔ پہلے بھی نادانوں نے انبیاء کے ساتھ یہی سلوک کیا مگر انبیاء دعوت دیتے ہی رہے۔ آپؐ بھی برابر دعوت دیتے رہیں اور اس بات سے بے نیاز ہو جائیں کہ کون مانتا ہے اور کون مخالفت کرتا ہے مخالفین کا حال یہ ہے کہ جب کوئی مصیبت آتی ہے تو خدا یاد آتا ہے۔ جب مصیبت ٹل جاتی ہے تو پھر وہی بدتمیزیاں کرنے لگتے ہیں۔

اے نبیؐ! اعلان کر دیجئے کہ اگر تم قرآن کی مخالفت نہیں چھوڑو گے تو کان کھول

کے سن لو کہ میں دعوت کا کام نہیں چھوڑوں گا، قرآن پہنچانے، قرآن کا مطلب سمجھانے اور اس کی تعلیمات پھیلانے میں کوئی کمی نہیں رہنے دوں گا۔ میرا کام صرف یہ ہے کہ اس حق کی پیروی کرتا ہوں جو اللہ کی طرف سے بذریعہ وحی مجھے پہنچتا ہے۔ ؎

نہ غرض کسی سے نہ واسطہ مجھے کام اپنے ہی کام سے
ترے ذکر سے تیری فکر سے تیری یاد سے تیرے نام سے

—٥—

منزل نمبر ۱

سورۂ ہود تا ختم سورۂ یوسف

سورۂ ھود:- اس سورۃ کا مرکزی مضمون دعوت الی التوحید ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس نبی امیؐ کے ذریعے یہ کتاب ہدایت بھیجی جس کا نام قرآن حکیم ہے۔ اس کتاب کا پہلا پیغام یہ ہے کہ عبادت کے لائق صرف اللہ کی ذات ہے۔ دوسرا پیغام یہ ہے کہ یہ زندگی انعام بھی ہے اور امتحان بھی تمہیں ایک روز اللہ کے سامنے حاضر ہو کر جواب دینا ہوگا کہ تم نے یہ زندگی اللہ کی فرمانبرداری میں گزاری یا اس کی بغاوت میں، یہ دونوں بنیادی عقیدے کامیاب زندگی کی اصل بنیاد ہیں۔ میرے نبیؐ کی اس دعوت کے جواب میں تم کہتے ہو کہ یہ کتاب نبیؐ کی ذاتی تصنیف ہے۔ اللہ تعالیٰ کب ایک ایک انسان سے باتیں کرتا ہے۔ اے نبیؐ ان سے کہہ دیجئے کہ تم بھی عربی زبان بولتے ہو، تمہیں اپنی شاعری اور فصاحت و بلاغت پہ ناز ہے تم سب مل کے ایسی دس سورتیں ہی بنا کے لے آؤ۔ جب ان سے یہ نہیں ہو سکتا تو انسانیت کا تقاضا یہ ہے کہ کلام الٰہی کی تعلیمات پر ایمان لائیں اور ان پر عمل کر کے اپنی دنیا اور آخرت سنوار لیں۔

تمام انبیاء توحید کی دعوت ہی دیتے رہے، مگر نادان لوگ اور خواہشات کے بندے ان کی مخالفت ہی کرتے رہے۔ نوحؑ نے توحید کی دعوت دی، سرداران قوم کہنے لگے کہ تمہاری باتیں کیسے مان لیں۔ اوّل تو تم محض ایک انسان ہو پھر تیرے پیرو گھٹیا قسم کے لوگ ہیں، ہم خاندانی لوگ ان رذیلوں کے ساتھ کیسے شامل ہو جائیں۔ نوحؑ کا بیٹا بھی ان متکبروں میں شامل ہو گیا۔ اللہ نے سب کو غرق کر دیا۔ نبی سے رشتہ داری نبی کے بیٹے کو عذاب الٰہی سے نہ بچا سکی، اسی طرح حضرت ھودؑ، صالحؑ، لوطؑ اور موسیٰؑ اور دیگر

سب انبیاء نے توحید کی دعوت دی مگر نادان لوگوں نے مخالفت کی۔ اور ہر قوم کے سربرآوردہ لوگ مخالفت میں پیش پیش رہے اور عوام نے اپنے لیڈروں کی پیروی کی، نتیجہ یہ ہوا کہ سب کے سب عذاب کی لپیٹ میں آ گئے۔

اے نبیؐ! جس طرح پہلے انبیاء کی مخالفت ہوتی رہی آپؐ کی بھی مخالفت ہو گی مگر آپ اطمینان سے اپنا کام جاری رکھیں۔ اللہ کی عبادت میں مصروف رہیں، صبر سے کام لیں۔ ظالموں کی طرف ذرہ بھر مائل نہ ہوں، کامیابی آپ کو ہی ہو گی۔ سابقہ انبیاء کے حالات آپ کی تسلی اور آپ کی قوم کی عبرت کے لیے سناتے ہیں۔ اگر یہ لوگ ہٹ دھرمی سے باز نہ آئے تو انہیں ہمارے عذاب سے کوئی نہیں بچا سکے گا۔

اس سورۃ کا موضوع نبیؐ کی کامیابی کے متعلق پیشین گوئی ہے۔

سورۃ یوسفؑ :۔ فرمایا کہ حضرت یوسفؑ نے خواب دیکھا، حضورؐ کی مکی زندگی میں مسلمانوں کے متعلق لوگ جو سوال کرتے ہیں، حضرت یوسفؑ کی خواب کی تعبیر میں اس سوال کا جواب ہے۔ حضرت یوسف نے بھائیوں کے ہاتھوں مصیبت اٹھائی، عزیز مصر کی بیوی کی طرف سے امتحان اور مشکلات میں مبتلا کئے گئے۔ جیل جانا منظور کیا مگر حق کی راہ سے نہ ہٹے۔ جیل میں بھی دوسروں کو حق کی دعوت دیتے رہے۔ آخر مصائب کے بادل چھٹ گئے۔ دن بدلے آپ کی عصمت و عفت پہ حملہ کرنے والیوں نے اپنے قصور کا اعتراف کیا۔ قید کرنے والوں نے پوری سلطنت سیاہ و سفید کا مالک بنا دیا۔ بھائیوں نے اپنی زیادتیوں پہ ندامت کا اظہار کیا اور حضرت کی فضیلت اور برتری تسلیم کی۔ سارا کنبہ مل کر سکون و راحت سے زندگی بسر کرنے لگا۔

اے نبیؐ! ہم نے وحی کے ذریعے یہ واقعات آپ کو بتائے مگر انکار کرنے والے اب بھی نہیں مانیں گے۔ ان واقعات کے علاوہ سینکڑوں نشانیاں یہ لوگ روزمرّہ دیکھتے ہیں مگر ان نشانیوں سے توحید کا سبق نہیں لیتے۔ آپؐ ان سے کہہ دیں کہ میرا مسلک توحید ہے، میرے پیرو بھی یہی عقیدہ رکھتے ہیں۔ حضرت یوسفؑ اور ان کے بھائیوں کے قصے میں عقلمندوں کے لیے اس بات کا واضح نشان ہے کہ نبیؐ کو ایسی مشکلات پیش آئیں گی۔

اپنے اور بیگانے حق کا راستہ روکنے کی کوشش کریں گے مگر فتح بالآخر ہمارے نبی کو ہو گی اور مخالف رسوا ہوں گے (چنانچہ فتح مکہ کے موقع پر حضورؐ نے مخالفین کو معافی دیتے ہوئے وہی الفاظ فرمائے جو حضرت یوسفؑ نے اپنے بھائیوں کو معافی دیتے ہوئے فرمائے تھے۔ کہ لاتثریب علیکم الیوم۔

اللہ کا بندہ بن کر رہنے میں مشکلات پیش آتی ہیں۔ رشتہ دار، اغیار، معاشرہ اور ماحول سب پنجے جھاڑ کے پیچھے پڑ جاتے ہیں مگر اللہ کے بندوں کو چاہیئے کہ صبر اور استقامت سے کام لیں۔ اللہ کی مدد شامل حال رہتی ہے اور بالآخر وہی کامیاب ہوتے ہیں۔

منزل ۱۱

سورۂ رعد تا سورۂ النحل رکوع ۱۲

اس سورۃ کا مرکزی مضمون قرآن کی طرف دعوت ہے۔ قرآن مجید

سورۂ رعد کتاب ہدایت ہے۔ یہ کتاب اللہ نے نازل فرمائی تاکہ تمہیں اللہ کا بندہ بن کر جینے کا ڈھنگ آجائے۔ دیکھو تم اپنی جسمانی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے سورج چاند، زمین اور بارش وغیرہ کی ضرورت محسوس کرتے ہو اور اللہ تعالیٰ ان چیزوں کے ذریعے تمہاری ضرورتیں پورا کرتا ہے۔ دیکھو جس اللہ نے انسان کو جسم اور روح کا مجموعہ بنایا ہے اس نے انسان کی روحانی ضروریات کو پورا کرنے کا اہتمام بھی فرمایا ہے۔ اس قرآن کی تعلیمات تمہاری روحانی اور اخلاقی رہنمائی کا سامان رکھتی ہیں۔ جو لوگ اس قرآن کی تعلیمات پر چلتے ہیں ان میں یہ اوصاف پیدا ہو جاتے ہیں۔ نماز کے پابند، عہد کے پابند باہمی تعلقات کا خیال رکھنے والے۔ سراپا ایثار اور اپنے رب کو راضی رکھنے کے لیے ہر تکلیف خوشی سے برداشت کرتے ہیں۔ یہ لوگ واقعی انسان کہلانے کے مستحق ہیں۔ اس کتاب سے منہ موڑنے والے، اخلاقی پابندیوں سے آزاد ڈنگروں ڈھوروں کی طرح بس کھانے پینے میں مگن رہتے ہیں۔ ان پر اللہ کی پھٹکار ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ آپ کوئی ایسا معجزہ دکھائیں کہ دل مطمئن ہو جائے تو ایمان لائیں گے۔ آپ کہدیں کہ دل کا اطمینان تو صرف اللہ کی یاد سے ہوتا ہے اور یہ کتاب اللہ کی یاد کا سلیقہ سکھاتی ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ بھلا ایک کھاتا پیتا انسان جس کے بیوی بچے بھی ہوں اللہ کا نبی کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ محض کام سے جی چرانے کے بہانے ہیں۔ ورنہ ہمیشہ انسانوں کی اصلاح اور رہنمائی کے لیے انسان ہی مقرر ہوتے ہیں۔

سورۂ ابراہیم:۔ قرآن مجید کی تعلیمات انسان کو جہالت اور کفر و شرک کے اندھیروں سے نکال کر ایمان و یقین کی روشنی میں لے آتی ہیں اور اللہ کے رسول کے ذمے یہی کام ہے مگر نادان لوگ ہمیشہ یہی کہتے آئے ہیں کہ ایک انسان کو نبی کیسے مان لیں اور انبیاء ہمیشہ جواب یہی دیتے آئے ہیں کہ ہم ہیں تو واقعی انسان مگر اللہ جسے چاہے نبوت کی ذمہ داری سونپ دے۔ ہمیشہ دعوت دین کے فرائض انجام دیتے ہیں، رہا منکرین کا معاملہ تو سن لو! ایک روز آئے گا کہ اس انکار کا نتیجہ دیکھ لو گے۔ حال یہ ہوگا کہ منکرین اپنی گمراہی کا ذمہ دار شیطان کو ٹھہرائیں گے اور شیطان یہ جواب دے گا کہ میں نے صرف تمہیں اپنی طرف بلایا تھا۔ میں نے تمہیں مجبور کر کے گمراہی کے راستے پہ نہیں ڈالا تھا۔ تم نے اپنی آزاد مرضی سے نبی کی دعوت کو چھوڑا اور میری دعوت قبول کی۔ اب سزا بھگتو۔ پھر وہ درخواست کریں گے کہ اے ہمارے رب! ایک دفعہ پھر ہمیں دنیا میں بھیج دیجئے، ہم اطاعت کا حق ادا کر کے دکھائیں گے، مگر اب دوبارہ مہلت کہاں۔ اس لیے اس عذاب سے بچنے کی ایک ہی صورت ہے کہ اس زندگی کی مہلت کو غنیمت جانو۔ اس کی قدر کرو۔ اور اپنے رب سے عبودیت کا رشتہ جوڑو۔ اللہ کے بندے بن جاؤ ورنہ پھر پچھتاؤ گے۔

سورۂ الحجر:۔ قرآن ہم نے نازل کیا۔ اس کی حفاظت کے ذمہ دار ہم ہیں۔ نبی ہم نے بھیجا۔ اس کے محافظ بھی ہم ہیں۔ تم نے ان دونوں نعمتوں کی قدر نہ کی تم اپنے ازلی دشمن شیطان کے بہکانے پہ قرآن کا انکار اور نبی کی مخالفت کرتے ہو۔ قوم لوط قوم عاد و ثمود اور قوم شعیب کا انجام دیکھ لو۔ پھر اپنے متعلق سوچ کے فیصلہ کر لو۔ ان قوموں کی بستیوں کے کھنڈرات پہ سے تمہارا گزر ہوتا رہتا ہے۔ اس سے سبق لو۔ ہم نے ہر کام کے لیے وقت مقرر کر رکھا ہے اگر تم اپنی روش سے باز نہ آئے تو وقت آنے پہ ہمارا عذاب ٹل نہیں سکے گا۔

سورۂ النحل:۔ اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں پہ غور کرو جو تم ہر روز اپنی سر کی آنکھوں سے دیکھتے ہو اور صبح شام ان نعمتوں سے فائدہ اٹھاتے ہو اپنی جسمانی ضرورتیں پوری کرتے ہو۔ پھر اللہ کی اس نعمت پہ غور کرو کہ اس نے تمہیں انسانوں کی طرح جینے کا سلیقہ

سکھانے کے لیے قرآن نازل فرمایا۔ تم اس قرآن کے متعلق کہتے ہو کہ یہ محض پرانے قصے کہانیوں کا مجموعہ ہے تم کہتے ہو اللہ کا کلام ایک انسان کی زبان پہ کیسے آ سکتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنا کلام انسان کے ذریعے کیونکر پہنچاتا ہے۔ کیا تم نے اللہ کی قدرت کے نمونے نہیں دیکھے۔ دیکھو جانور کے پیٹ میں خون اور گوبر موجود ہے مگر اسی پیٹ سے صاف لذیذ اور پاکیزہ دودھ کیسے نکلتا ہے اسی طرح اللہ اپنے پاکیزہ ترین انسان کی زبان مبارک سے اپنا پیغام اپنے بندوں کو پہنچاتا ہے۔ تم اس بات سے بے فکر ہو کر مرنے کے بعد جینا کیسا اور جوابدہی کیسی۔ سنو! خالق کائنات کے لیے موت کے بعد زندہ کرنا کوئی مشکل نہیں، یہ ہو کے رہے گا۔ اور تم جوابدہی کے لیے حاضر کیے جاؤ گے۔ اگر عذاب سے بچنا چاہتے ہو تو قرآن مجید سے تعلق قائم کرو۔ اس پہ سچے دل سے ایمان لاؤ اور اس کی تعلیمات پہ عمل کرو۔ ساری کامیابیوں کا راز اسی میں ہے۔

گر امی خواہی مسلمان زیستن
نیست ممکن جز بقرآن زیستن

منزل ۱۲

سورۃ النمل رکوع ۱۲ تا ختم سورۃ الکہف

قرآن مجید کی تعلیمات میں تمہاری سیرت کی تعمیر اور معاشرتی زندگی کو پُرسکون بنانے کے لیے ہدایات موجود ہیں ان پر عمل کرنے کا جذبہ پیدا کرو۔ مثلاً

۱:۔ ہر معاملہ میں عدل و انصاف کا رویہ اختیار کرو۔

۲:۔ باہمی تعلقات میں خلوص اور ایثار سے کام لو، تصنع، بناوٹ اور ریاکاری سے بچو۔

۳:۔ ظلم اور بے حیائی سے بچو۔

۴:۔ اللہ کے احکام کی تعمیل خوشدلی سے کرو۔

۵:۔ معاشرے میں بگاڑ پیدا نہ کرو۔

۶:۔ مال و دولت کے لالچ میں شریعت کے احکام کی مخالفت نہ کرو۔

۷:۔ اللہ و رسول جس کام کے کرنے کا حکم دیں وہ کرو اور جس سے روکیں اُس سے باز آجاؤ۔

۸:۔ جائز و ناجائز کے متعلق محض اپنی عقل اور رائے سے فیصلہ نہ کرو۔ بلکہ خوب سمجھ لو کہ حلال اور حرام، جائز اور ناجائز کے متعلق فیصلہ دینا اللہ اور رسول کا کام ہے تمہارا کام اس فیصلہ پر عمل کرنا ہے۔

۹:۔ خدا نے دین کی دولت جو تمہیں عطا کی اسے دوسروں تک پہنچاؤ۔ اور اس کے آداب کا خیال رکھو۔ مثلاً

ا:۔ عوام کی خیر خواہی کے جذبہ کے ساتھ عمدہ طریقے سے نصیحت کرو۔

ب:۔ اہلِ علم کے ساتھ علمی استدلال کے ساتھ گفتگو کرو۔

ج:۔ مخالفین اگر بحث کا رویہ اختیار کریں تو احسن طریقے سے ان کے دلائل کا رد کرو، اور

اگر مخالفین دلیل کی بجائے تمہیں تنگ کرنا اور ایذا پہنچانا شروع کر دیں تو صبر اور تقویٰ کا دامن نہ چھوڑو۔

سُورۂ بنی اسرائیل:۔ نبی کریمؐ جو تعلیمات پیش کرتے ہیں وہ جامع اور کامل ہیں ان میں پوری بنی نوع انسان کے لیے زندگی کے ہر پہلو میں رہنمائی کا سامان ہے۔ جس طرح آپؐ امام الانبیاء ہیں اسی طرح آپ کا لایا ہوا دین کامل الادیان ہے۔

اللہ نے اپنے برگزیدہ بندے محمدؐ کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک راتوں رات سیر کرائی یہ خواب کا معاملہ نہیں بلکہ ایک زندہ حقیقت ہے۔ اللہ نے نبیؐ کو کائنات کی آیات دکھانے کے علاوہ قرآن کی آیات عطا کیں تاکہ تم اس نبیؐ کی ہدایت کے مطابق قرآن پر عمل کر کے کفر و شرک کے اندھیروں سے نکل کر ایمان و یقین کی روشنی میں آجاؤ قرآن تمہیں تعلیم دیتا ہے۔

۱:۔ اللہ کے بغیر کسی کی عبادت نہ کرو۔

۲:۔ بیجا اور فضول خرچ نہ کرو۔

۳:۔ تنگدستی کے ڈر سے اولاد کو قتل نہ کرو۔

۴:۔ زنا کے قریب بھی نہ جاؤ یعنی جو حرکت انسان کو زنا کی طرف لے جائے اس سے بچو۔ مثلاً نظر بازی دیکھو کیونکہ جب آوارہ نگاہی کا بھاٹک کھل جاتا ہے تو انسان زنا تک پہنچے بغیر نہیں رہ سکتا۔

۵:۔ ناپ تول صحیح رکھو۔

۶:۔ جس بات کا علم نہ ہو اس میں دخل مت دو۔

۷:۔ زمین پر اکڑ کے نہ چلو تکبر شیطان کا خاصہ ہے۔

۸:۔ باطن کی درستی کا خیال رکھو۔ کیونکہ اس کے بغیر کوئی مفید اور تعمیری کام نہیں ہو سکتا۔ دیکھو قرآن نے تمہیں کیسی مفید ہدایات دی ہیں اپنے ازلی دشمن شیطان کے بہکانے سے اس پروگرام کو بھول نہ جانا۔

نادان لوگ قرآن سے عملی زندگی میں رہنمائی حاصل کرنے کی جگہ ایسی باتیں پوچھتے ہیں

جن کا عملی زندگی سے کوئی تعلق نہیں مثلاً یہ سوال کہ روح کی حقیقت کیا ہے؟ ہم نے تمہیں پیدا کیا ہم تمہاری ذہنی صلاحیتوں سے واقف ہیں۔ روح کی حقیقت سمجھنے کی استعداد اور اہلیت ہی تم میں نہیں۔ کبھی نادان پوچھتے ہیں کہ کیا انسان بھی اللہ کا رسول ہوتا ہے۔ ان سے کہیے کہ اگر زمین پر فرشتے بستے ہوتے تو اللہ کسی فرشتہ کو ہی رسول بنا کر بھیجتا۔ انسان کی اصلاح اور رہنمائی کے لیے انسان ہی موزوں ہے۔ اس لیے اللہ نے انسان کو ہی رسول بنایا ہے تمہارا کام ہے اس رسول سے انسان بننا سیکھو اور اپنے رب سے عبودیت کا تعلق استوار کرو۔

سُورۃ الکہف

ہم نے انسان کی بہتری کے لیے قرآن مجید نازل کیا مگر نادان لوگ دنیا کی لذتوں اور سامان زینت کی محبت میں پھنس کر قرآن کی طرف توجہ ہی نہیں کرتے۔ زندگی بسر کرنے کے چار طریقے بیان ہوئے۔

۱۔ دیندارانہ زندگی۔ اس کی مثال اصحاب کھف کی زندگی ہے کہ باطل کی قوت نے انہیں مجبور کیا کہ اللہ سے تعلق توڑ دیں مگر وہ دنیا ہی سے تعلق توڑ کے غار میں چھپ گئے مگر اپنے رب سے تعلق توڑنا قبول نہ کیا اس واقعہ میں یہ سبق دیا کہ جب کمزور افراد میں باطل کا مقابلہ کرنے کی ہمت نہ ہو تو گوشہ نشینی سے کم از کم اپنا ایمان تو بچا لیں کئی سو برس بعد اصحاف کہف کے غار کا لوگوں کو علم ہوا اور وہاں ان کی یادگار کے طور پر ایک مسجد بنائی گئی۔ واقعی اللہ کے بندوں کی یادگاریں بھی ایسی ہی ہوتی ہیں نیز یہ سکھایا کہ کامل توحید یہ ہے کہ انسان اپنے ارادہ کو اللہ کے ارادہ کے ماتحت کر دے اور ان لوگوں کی صحبت اختیار کرے جو رضائے الٰہی کے طالب ہیں اور جو لوگ دنیوی لذتوں پر فریفتہ ہیں۔ اللہ کی یاد سے غافل ہیں خواہشات کے بندے ہیں ان کی طرف ہرگز مائل نہ ہو۔

۲۔ دنیا پرستی کی زندگی۔ ایک مثال دی کہ کوئی مالدار دولت کے نشے میں مست تھا ایک حق پرست نے اُسے اللہ کی طرف توجہ دلائی مگر اس نے اکڑ فوں دکھائی۔ دوسرے روز اٹھا تو سارا باغ جس پر اُسے ناز تھا اجڑا ہوا پایا۔ یہ ہے فانی چیز کی محبت میں مبتلا ہونے کا انجام۔

۳۔ اعلیٰ درجے کی دینداران زندگی۔ اس کی مثال میں حضرت موسیٰؑ اور حضرت خضرؑ کا واقعہ بیان کیا۔ یہ ہے دینداری کا کمال کہ انسان اپنا ارادہ ہی فنا کر دے۔ اللہ کے حکم کی تعمیل اور اس کی رضا کی طلب میں لگا رہے۔

۴۔ اعلیٰ درجے کی دنیا دارانہ زندگی۔ اس کی مثال میں ذوالقرنین کا قصہ بیان ہوا کہ بظاہر تو وہ دنیا میں غرق نظر آتا ہے مگر اس کے قلب کا تعلق اللہ سے قائم اور پختہ ہے اس لیے دولت اور حکومت اس کے دل کی دنیا کو بگاڑ نہیں سکی۔ یہ بتایا کہ جو دولت اور اقتدار انسان کو خدا کا باغی نہ بنائے وہ بندوں کا خدا بن کر رہنا پسند نہ کرے بلکہ خدا کا بندہ بن کر رہے تو ایسی دولت اور حکومت بری چیز نہیں۔

ان چاروں واقعات میں تعلیم دی گئی ہے کہ بندے کا قلبی تعلق اللہ تعالیٰ سے قائم اور درست ہو تو اس کی زندگی قابلِ تحسین ہے۔ اور یہ تعلق کٹ جائے تو وہ زندگی بدترین ہے۔ سب سے زیادہ گھاٹے میں وہ شخص ہے جو اپنے رب سے تعلق توڑ بیٹھا۔ اور فانی چیزوں کی محبت میں عمر کھپا دی۔ اللہ تعالیٰ اس سے محفوظ رکھے۔ ؎

بتوں سے تجھ کو امیدیں خدا سے نومیدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے

منزل ۱۲

سورۂ مریم تا ختم سورۂ انبیاءؑ

سورۂ مریمؑ: اس سورہ کا مرکزی مضمون حضرت عیسیٰؑ کے متعلق غلط عقائد کی اصلاح ہے۔ حضرت زکریاؑ نے بڑھاپے میں اللہ تعالیٰ سے اولاد کی دعا کی۔ حالانکہ بیوی بانجھ تھی۔ مگر اللہ نے دعا قبول فرمائی اور انہیں بیٹے کی بشارت دی۔ اپنے حالات کو دیکھ کر انہوں نے تعجب کا اظہار کیا۔ اللہ نے فرمایا کہ میں ایسے حالات میں بھی اولاد دینے پر قادر ہوں۔ چنانچہ حضرت یحییٰؑ پیدا ہوئے۔ مگر کسی نے انہیں خدا نہیں بنایا۔ اسی طرح ہم نے مریمؑ کو بشارت دی کہ تمہارے بیٹا پیدا ہوگا۔ حیران ہوئیں کہ نہ میرا نکاح ہوا نہ میں بدکار ہوں پھر بیٹا کیسے ہوگا۔ اللہ نے فرمایا کہ حالات یہی رہیں گے اور بیٹا بھی ہوگا۔ چنانچہ حضرت عیسیٰؑ بن باپ کے پیدا ہوئے۔ بس اس بات پر نادانوں نے انہیں خدا کا بیٹا بنا لیا۔ دوسروں نے ان کی والدہ پر الزام دھرا، حالانکہ حضرت عیسیٰؑ نے بچپن میں ہی اپنی والدہ کی صفائی بیان کی اور اپنا منصب بتایا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں۔ اس نے مجھے نبوت عطا کی اور حکم دیا کہ اس کی عبادت کروں اور اپنی والدہ کی خدمت کروں۔ مجھے مرنا بھی ہے اور مر کر زندہ بھی ہونا ہے۔ نادان کیوں نہیں سوچتے کہ خدا کے یہ اوصاف نہیں ہو سکتے۔

پھر نبوت کی حقیقت بیان ہوئی کہ اس سے پہلے حضرت ابراہیمؑ اور حضرت موسیٰؑ اور دوسرے انبیاء انسانوں کی ہدایت کے لیے بھیجے گئے۔ سب نے دین حق کی دعوت دی مگر نادانوں نے ان کی ایک نہ سنی۔ تنگ کیا، وطن سے نکالا مگر انہوں نے دعوت حق کا کام نہ چھوڑا۔ اسے نبیؐ! قریش کی ایذا رسانی آپؐ کو نہ تو بددل کر سکتی ہے نہ آپ کا کام رک سکتا ہے، جو لوگ آپ کی دعوت قبول کریں گے دنیوی اور اخروی سعادتوں سے حصہ

پائیں گے جن کو مرکے جی اٹھنے پر یقین نہیں وہ آپ کا انکار کرتے رہیں گے اور ابدی محرومی ان کے حصے میں آئے گی۔

سورۃ طٰہٰ :۔ اللہ نے اپنی رحمت سے اپنے بندوں کی رہنمائی کے لیے قرآن مجید نازل کیا، مگر اس کتاب ہدایت سے وہی لوگ فائدہ اٹھائیں گے جو پورے خلوص سے صرف ہدایت حاصل کرنے کی غرض سے اسے پڑھیں گے، سمجھیں گے اور اس کی تعلیمات پر عمل کریں گے۔ نبوت محض اللہ کی دین ہے۔ اور اللہ اپنے نبی کا مددگار اور محافظ ہوتا ہے۔ دیکھو حضرت موسیٰؑ سفر میں تھے اللہ نے نبوت عطا کردی، پھر حکم دیا کہ قوت کے جابر ترین اور گمراہ ترین حکمران فرعون کے پاس جائیں اُسے حق کی دعوت دیں۔ اللہ اکبر! نبی کے پاس نہ فوج ہے نہ اسلحہ صرف ایک بھائی ساتھ ہے اور دنیا کی مستحکم ترین حکومت سے ٹکر لینے جارہے ہیں۔ فرعون نے اقتدار کے نشے میں نہ صرف حضرت موسیٰؑ کی دعوتِ حق کو ٹھکرا دیا بلکہ ان کی جان کے درپے ہوا اور ان کی قوم کو تباہ کرنا چاہا مگر نتیجہ یہ نکلا کہ فرعون کی ساری طاقت اور حکومت اس کے کسی کام نہ آئی اور اللہ کا نبی بے سروسامانی کے باوجود محض اللہ کی مدد سے کامیاب ہوا۔ آج قریش مکہ بھی فرعونیوں کی طرح نبیؐ کی دعوت کو ٹھکرا رہے ہیں مگر نتیجہ وہی نکلے گا جو موسیٰؑ کے واقعہ میں دیکھ چکے ہو۔ محض شیطان کے بہکانے پر قریش یہ حرکت کر رہے ہیں۔ شیطان نے تمہارے باپ آدمؑ کو بہکایا تھا، مگر آدمؑ نے اپنی غلطی کا اعتراف کیا اور اللہ سے معافی مانگی۔ اللہ نے ان کی توبہ قبول کی۔ اولاد آدمؑ کا کام بھی یہی ہے کہ غلطی ہو جائے تو ندامت کے ساتھ توبہ کریں اور اپنی اصلاح کرلیں۔ اپنی غلطی پر اکڑنا شیطان کا خاصہ ہے۔

آخر میں نبیؐ کو تسلی دی گئی کہ مخالفین کی مہلت کا وقت ختم ہو رہا ہے آپ اور آپ کے پیرو صبر و استقلال سے دعوتِ حق کا کام کرتے چلے جائیں۔ اس سلسلے میں نماز کی پابندی کی تاکید کی گئی تاکہ اہلِ ایمان میں صبر و تحمل، تعمیل حکم اور اطاعت امیر کا جذبہ اور نظم و ضبط اور اپنا محاسبہ کرنے کی صفات پیدا ہو جائیں۔

سورۃ انبیاء :۔ اس سورۃ کا مرکزی مضمون ذکر الٰہی کی دعوت اور قریش مکہ کے اعتراضات

جواب ہے۔ نادان لوگ زندگی کو محض ایک کھیل تماشہ سمجھ بیٹھے ہیں۔ حالانکہ یہ زندگی ایک مہلت ہے۔ امتحان ہے۔ ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کی فرصت ہے۔ حقیقت میں زندگی ہے جو اللہ کی یاد میں بسر ہو۔ مگر نادان لوگ اللہ کی یاد سے یکسر غافل اور اپنے انجام سے بے فکر ہو گئے ہیں، یہ بہت بڑی محرومی ہے۔

اہلِ مکہ اعتراض کرتے ہیں کہ :-

۱:- "ایک انسان بھی بھلا اللہ کا رسول ہو سکتا ہے"۔ ان سے کہیے کہ جب تم خود نبوت کی حقیقت نہیں سمجھتے تو جاننے والوں سے پوچھ لو حضورؐ سے پہلے جتنے انبیاء آئے کیا وہ انسان نہیں تھے؟ کیا وہ کھانا نہیں کھاتے تھے؟ پھر تمہیں حضورؐ کی نبوت پر تعجب کیوں ہونے لگا۔

۲:- "نبیؐ توحید کی تعلیم دیتے ہیں، حالانکہ اللہ صاحب اولاد ہے" اے نبیؐ ان سے کہیے اللہ اولاد کا محتاج نہیں البتہ ساری مخلوق اس کی محتاج ہے۔

۳:- "جب ہم نبیؐ کو جھٹلا رہے ہیں تو ہم پہ عذاب کیوں نہیں آتا" کہہ دیجئے کہ اللہ کے عذاب کا وقت مقرر ہے جب عذاب آتا ہے تو کوئی اسے روک نہیں سکتا۔ گذشتہ قومیں تم سے زیادہ طاقتور تھیں مگر عذاب سے بچ نہ سکیں۔

آخر میں بتایا کہ انسان کی فلاح اور نجات اسی میں ہے کہ نبی آخرالزماںؐ جو دین پیش کر رہے ہیں اس کے مطابق یہ چند روزہ زندگی بسر کرے اور اللہ کی اس نعمت خاص کا شکریہ ادا کرے کہ اللہ نے اپنی رحمتِ خاص سے انسان کو بندہ بننے کا سلیقہ سکھایا۔

منزل پنجم

سورۃ الحج تا ختم سورۃ المومنون

سورۃ الحج:۔ مرکزی مضمون:۔ انسان کی فلاح اور کامیابی کا انحصار اس بات پر ہے کہ رب سے بندے کا تعلق درست ہو جائے اور مرتے دم تک قائم رہے۔ اس میں تین جماعتوں کو خطاب کیا گیا ہے:۔

۱:۔ مشرکین مکہ۔ فرمایا تم محض ضد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے شرک پر ڈٹے ہوئے ہو اور توحید سے بدکتے ہو۔ تم نے نبیؐ کی دعوت کو ٹھکرایا۔ اہل ایمان کو ایذائیں دیں۔ ان کو کعبہ کی زیارت سے روکا، حالانکہ تم کعبہ کے مجاور ہو مالک نہیں ہو۔ یہ تمہاری مختصر فردِ جرم ہے۔ تمہیں ان جرائم کی سزا بھگتنا پڑے گی۔ انجام سوچ لو۔

۲:۔ ان کمزور مسلمانوں سے خطاب ہے جو امن و آسائش کی حالت میں تو اسلام کا ساتھ دیتے ہیں مگر جب ایثار کا وقت آتا ہے تو اسلام کی تعلیمات پر اعتراض کرنے لگتے ہیں۔ فرمایا یہ روش درست نہیں۔ آرام اور تکلیف عزت اور ذلت اللہ کے اختیار میں ہے۔ اس امر کی کیا ضمانت ہے کہ اسلام کو چھوڑ کر تم آرام اور عزت پاؤ گے۔ پورے خلوص سے اسلام قبول کرو۔

۳:۔ مخلص اہلِ ایمان۔ فرمایا کعبہ کی عمارت حضرت ابراہیمؑ نے از سرِ نو تیار کر کے اعلان فرمایا تھا کہ ہر شخص اس کی زیارت کر سکتا ہے۔ اب مشرکین مکہ کعبہ کے مجاور بن بیٹھے اور حضرت ابراہیمؑ کے سچے پیرو وں کو کعبہ کی زیارت سے روکتے ہیں۔ دیکھو جب تمہیں کعبہ کا انتظام کرنے کا موقع ملے تو حضرت ابراہیمؑ کی روش پر چلنا۔

اب مسلمانوں کو قریش کے مظالم کا جواب دینے کے لیے طاقت استعمال کرنے کی اجازت

دی گئی اور بشارت ملی کہ تمہیں حکومت مل کے رہے گی۔ اسلامی طرزِ حکومت کے آداب سیکھ لو۔

۱۱۔ اقتدار سے اس طرح کا کام لینا کہ اللہ کا دین اللہ کے بندوں کے دلوں اور دماغوں میں اتر جائے۔ وہ یوں کہ نماز کی پابندی خود کرنا اور دوسروں سے پابندی کرانا، زکوٰۃ کا نظام قائم کرنا۔ نیک کاموں کی تلقین کرنا۔ ترغیب دینا اور نیکی پھیلنے کے مواقع فراہم کرنا۔ برائی اور بے حیائی سے دوسروں کو روکنا اور برائی ہرگز نہ پھیلنے دینا۔ ہر کام میں آخرت کی جوابدہی کا خیال رکھنا۔ یہ سب اسلامی حکومت کی ذمہ داریاں ہیں۔

سورۃ المؤمنون:۔ مرکزی مضمون کا تعلق باللہ کی درستی اور اتباع رسول کی دعوت ہے۔ جن لوگوں کا تعلق اپنے رب سے درست ہو جائے اور ان میں اتباع رسول کا جذبہ پیدا ہو جائے، ان کے اوصاف یہ ہوتے ہیں۔ پوری یکسوئی اور عاجزی سے نماز کی پابندی کرنا۔ زکوٰۃ دینا۔ عصمت وعفت کی حفاظت۔ امانت و دیانت اور پاس عہد وغیرہ۔

نبیؐ بنیادی طور پہ توحید اور آخرت کی جوابدہی پہ یقین رکھنے کی دعوت دیتے ہیں۔ یہ وہ حقیقتیں ہیں جن پہ تمہارا اپنا وجود اور کائنات کا پورا نظام گواہ ہے۔ تمام انبیاء یہی دعوت دیتے آئے ہیں۔ تم اپنی بھلائی چاہتے ہو تو نبیؐ کی دعوت دل سے قبول کرو۔ اور زندگی کے ہر شعبے میں حضورؐ کا اتباع کرو۔ مگر تم اُلٹے اعتراضات کرتے ہو۔ ایسے اعتراض پہلے انبیاء پہ بھی نادان لوگ کرتے آئے ہیں۔ مگر انبیاء کی دعوت جاری رہی اور اعتراض کرنے والے تباہ ہوئے۔ گزشتہ اقوام کے حالات دیکھ لو شاید تمہاری آنکھیں کھل جائیں۔ ان قوموں کو اپنی دولت اقتدار اور کثرت اولاد پہ ناز تھا مگر جب ان کی بدتمیزیوں کی وجہ سے اللہ کا عذاب آیا تو کوئی چیز انہیں بچا نہ سکی۔ وہ لوگ ایک اور غلط فہمی میں مبتلا تھے کہ اگر ہم اللہ کے چہیتے اور پسندیدہ نہ ہوتے تو ہمیں یہ دولت اور اقتدار کیوں ملتا۔ اس کی تردید کی گئی اور بتایا کہ دولت اور اقتدار اللہ کا محبوب ہونے کی دلیل نہیں یہ تو قانون تکوینی کے ماتحت ہوتا ہے غور کرو تو معلوم ہو جائے کہ دولت

کے نشے نے ہی انہیں خدا سے دور کئے رکھا، یہ تو وبال ثابت ہوا۔ آج عرب کے معززین اور قریش کے لیڈر بھی اسی غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔

پھر حضورؐ کو ہدایت کی گئی کہ مخالفین جو چاہیں کرتے رہیں، آپ اپنا کام کئے جائیں اور پوری دلجمعی سے باطل کا مقابلہ کرتے رہیں۔ ایک دن آئے گا کہ حق کے دشمنوں کو صاف معلوم ہو جائے گا کہ حق کی مخالفت کا انجام کیا ہوتا ہے۔

منزل ۱۵

سورۃ النور تا ختم سورۃ الشعراء

مرکزی مضمون مسلم معاشرے کی اصلاح اور اس کا ارتقا ہے۔

سورۃ النور :۔ ہر مسلم فرد کا فرض ہے کہ اپنے اعمال کا محاسبہ کرتا رہے۔ اس کی غفلت یا بے تدبیری سے معاشرے میں خرابیاں پیدا نہ ہونے پائیں۔ اگر کسی وجہ سے بگاڑ پیدا ہو جائے تو اصلاح کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اسلام کا اصلاحی پروگرام یہ ہے :۔

۱:۔ زنا کو سورۂ نساء میں معاشرتی جرم قرار دیا گیا تھا۔ اب اسے فوجداری جرم قرار دیا اور اس کی سزا سو کوڑے مقرر کی۔

۲:۔ بدکار مردوں اور عورتوں سے معاشرتی مقاطعہ (سوشل بائیکاٹ) کا حکم دیا۔

۳:۔ کسی پر زنا کا جھوٹا الزام لگانے والے کے لیے اسّی کوڑے کی سزا مقرر کی۔

۴:۔ حضرت عائشہؓ پر منافقین نے جو بہتان باندھا تھا اس کی تردید کی گئی اور بتایا کہ افواہوں پر یقین نہ کیا کرو۔ بلکہ ایسے حالات میں سوچا کرو کہ الزام لگانے والا کون ہے اور کس پر الزام لگا رہا ہے۔

۵:۔ افواہیں پھیلانے والے، بےحیائی اور فحاشی پھیلانے والے قرار واقعی سزا کے مستحق قرار دیئے۔

۶:۔ حکم دیا کہ کسی کے گھر جاؤ تو صاحب خانہ سے اجازت لے کر اندر جاؤ۔

۷:۔ عورتیں اور مرد تمدنی کام کاج کے سلسلے میں یہ احتیاط کریں کہ نامحرم اچانک سامنے آجائے تو نگاہ نیچی کرلیں۔ کیونکہ تاک جھانک سے جنسی جذبات ابھرتے ہیں۔

۸:۔ عورتیں بن سنور کے گھر سے باہر نہ نکلیں اور نامحرموں کے سامنے بناؤ سنگھار کیے نہ جائیں۔

۹۔ اندھے اپاہج بیمار وغیرہ معذور لوگ کسی کے ہاں سے بلا اجازت کوئی چیز کھالیں تو وہ چوری یا خیانت نہ سمجھی جائے۔

۱۰۔ معاشرے میں مرد اور عورتیں بن بیاہے نہ بیٹھے رہیں۔

۱۱۔ قریبی رشتہ داروں اور بے تکلف دوستوں کو حق دیا گیا کہ ایک دوسرے کے ہاں بلا اجازت بھی کھا پی سکتے ہیں۔

۱۲۔ منافق لوگوں سے ہوشیار رہنے کی تاکید کی گئی۔

۱۳۔ ان تمام ہدایات پہ بندگی رب اور اطاعت رسول کی نیت اور جذبہ سے عمل کرو۔ اور نبیؐ کے مقام اور منصب کو پہچانو، عام آدمیوں کی طرح ان سے مخاطب نہ ہوا کرو۔ اور حضورؐ کی اطاعت محبت کے جذبہ کے تحت کرو۔

سورۃ الفرقان

توحید، رسالت اور قرآن مجید پہ کفار مکہ جو اعتراض کرتے ہیں ان کا جواب: (۱) معبود اور رب تو وہی ہے جو خالق بھی ہے مگر تمہاری حماقت کا کیا ٹھکانا کہ جو بت اپنے ہاتھوں سے بنائے ہو ان کو معبود بنا لیتے ہو۔

۲۔ تم کہتے ہو قرآن تو بس قصے کہانیاں ہیں، یہ نہیں قرآن تو مکمل ضابطۂ حیات ہے اور قیامت تک تمام دنیا کے لیے ہے۔

۳۔ تم کہتے ہو یہ عجیب رسول ہے۔ کھانا کھاتا ہے بازاروں میں پھرتا۔ اگر یہ نبی ہوتا تو کوئی فرشتہ اس کے آگے آگے منادی کرتا جاتا۔ یہ بہت بڑا سرمایہ دار جاگیردار ہوتا۔ ان میں سے کوئی بات معقول نہیں۔ اہلِ ایمان کو احتیاط کرنی چاہیئے کہ قرآن کا دامن چھوٹنے نہ پائے ایسا نہ ہو کہ کل قیامت کے دن نبیؐ یہ شہادت دیں کہ الٰہی! میری قوم نے تیرے قرآن کو چھوڑ دیا تھا۔ آخر میں مخلص بندوں کے اوصاف بیان فرمائے جو توحید اور رسالت پہ سچے دل سے یقین رکھتے ہیں اور زندگی کے ہر شعبہ میں قرآن سے رہنمائی حاصل کرتے ہیں۔

۱۔ ان کی رفتار کا انداز شریفانہ ہوتا ہے۔ مفسدوں اور فرعونوں کی طرح اکڑ کر نہیں چلتے۔

۲۔ وہ بدتمیز اور بے ہودہ لوگوں کو منہ نہیں لگاتے۔

۳۔ ان کی راتیں اپنے رب کی عبادت میں گزرتی ہیں، عیاشی میں، ناچ گانوں میں، ڈاکے چوری میں گپ شپ میں نہیں گزارتے۔ (۴) وہ کسی کو ناحق قتل نہیں کرتے (۵) وہ زنا نہیں کرتے۔

۶۔ وہ جھوٹی گواہی نہیں دیتے۔
۷۔ ان کی معاشی زندگی متوازن ہوتی ہے نہ فضول خرچ ہوتے ہیں نہ کنجوس اور بخیل۔
۸۔ وہ بے ہودہ مشغلوں کے پاس سے یوں گزر جاتے ہیں جیسے ایک نفیس مزاج آدمی غلاظت کے ڈھیر کے پاس سے گزر جاتا ہے۔
۹۔ وہ ایسے سنگدل نہیں ہوتے کہ اللہ کے احکام سن کر ٹس سے مس نہ ہوں۔
۱۰۔ وہ اپنی اور اپنے اہل وعیال کی دنیوی اور اخروی بھلائی کیلئے اپنے رب سے دعائیں مانگتے رہتے ہیں۔

سورۃ الشعراء

مرکزی مضمون۔ اللہ کے باغیوں اور انبیاء کے باغیوں کا انجام اس دنیا میں تباہی اور آخرت میں رسوائی ہوتا ہے۔

حضور اکرمؐ کی تسلی کے لیے فرمایا کہ آپ ان ضدی لوگوں کے ایمان نہ لانے پر غم میں ہیں مگلین طالب حق کے لیے تو خدا کی زمین پر ہر جگہ حق کی طرف رہنمائی کرنے والی نشانیاں موجود ہیں لیکن ضدی لوگ طالب حق نہیں ہوتے اس لیے ان نشانیوں کے علاوہ انبیاء کے معجزے دیکھ کر بھی ایمان نہیں لاتے۔ یہ کوئی نئی بات نہیں، ایسے لوگ تو انسانی تاریخ کے ہر دور میں ایسی حرکتیں کرتے رہے ہیں۔ مثلاً حضرت موسیٰؑ نے قوم فرعون کو حق کی دعوت دی، اس نے معجزہ طلب کیا مگر معجزہ دیکھ کر بھی حق کی دعوت کو ٹھکرا دیا۔ قوم نوحؑ نے اپنے محسن کا مذاق اڑایا۔ قوم عاد، ثمود اور صالحؑ نے حق کی آواز دبانے کی کوشش کی۔ قوم لوطؑ اور قوم شعیبؑ نے اپنے محسنوں کی بات سنی ان سنی کر دی۔ یہ ساری قومیں تباہ ہوئیں اور ہمیشہ کے لیے عذاب الٰہی میں گرفتار ہوئیں۔

اے نبیؐ! اگر یہ لوگ آپ سے کوئی فیصلہ کن نشانی دکھلانے کا مطالبہ کرتے ہیں تو ان سے کہہ دیجئے کہ قرآن کو ہی دیکھ لو، یہ تمہاری زبان میں نازل ہوا ہے۔ کیا یہ شعر ہے یا کاہن کی کی تقریر ہے یا جادوگر کا کلام ہے۔ تم بڑے نقاد ہو۔ اگر تنقید کا حق ادا کرو تو تمہیں ماننا پڑے گا کہ یہ اللہ کا کلام ہے۔ انسانی تصنیف نہیں۔ یہ ابدی ہدایت نامہ ہے۔ اگر تم اس کتاب ہدایت کا انکار کرتے رہے تو اپنے آپ پر ظلم کرو گے۔ گذشتہ اقوام کی تاریخ تمہارے سامنے ہے۔ اس کی روشنی میں اپنا انجام سوچ لو۔

✤

منزل ۱۶

سورۃ النمل تا ختم سورۃ القصص

سورۃ النمل: اس سورۃ کا موضوع یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بندوں کو مہلت دیتا ہے جب ان کی گستاخی نافرمانی یا شوخی اور غفلت انتہائی صورت اختیار کر جاتی ہے تو اللہ کا عذاب نازل ہوتا ہے تاکہ ایسی بے کار مخلوق کی تباہی کے بعد باقی انسانیت کی روحانی زندگی محفوظ ہو جائے جسطرح ماہر سرجن اس وقت نشتر لگاتا ہے جب پھوڑا پک جاتا ہے۔

قرآن مجید کتاب ہدایت اور پوری انسانیت کے لیے ہدایت کا سامان رکھتی ہے مگر اس سے وہ لوگ فائدہ اٹھا سکتے ہیں جن میں بنیادی طور پر دو وصف پائے جائیں۔ اول یہ کہ قرآن مجید اس کائنات کے جو بنیادی حقائق بیان کرتا ہے ان پر ایمان لائیں۔ دوم یہ کہ مان لینے کے بعد عملی زندگی میں پورے خلوص سے اس کی تعلیمات کی پیروی کریں۔ اور اس کتاب سے دور رکھنے والی چیز صرف یہ ہے کہ انسان آخرت کے عقیدے پر یقین نہ رکھے اور آخرت کی جوابدہی سے بالکل بے نیاز ہو جائے۔ بھلا جسے گمان ہو کہ میں جو کچھ کرتا رہوں کوئی پوچھنے والا نہیں تو وہ اخلاقی پابندی کیوں برداشت کرے گا۔ جو لوگ آخرت کی جوابدہی کا تصور نہیں رکھتے وہ لذت پرستی میں اتنی دور نکل جاتے ہیں کہ ان کا پلٹنا ناممکن سا ہو جاتا ہے۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کے قانون امہال کے تحت ہوتا ہے۔ جب وہ اپنے رب کی بغاوت میں انتہا تک پہنچ جاتے ہیں تو عذاب الٰہی کی لپیٹ میں آجاتے ہیں۔ چنانچہ فرعون، اس کی قوم کے سردار، قوم ثمود اور قوم لوط، وغیرہ سابقہ اقوام آخرت پر یقین نہ رکھتی تھیں۔ اس لیے کوئی نشانی دیکھ کر بھی ایمان نہ لائے۔ اپنے محسن انبیاء کے سامنے اکڑتے ہی رہے۔ اور خدا کی بغاوت کے راستے پر بگٹٹ گھوڑے کی طرح دوڑتے چلے گئے۔ آخر عذاب الٰہی ان پر آ ہی گیا۔

اس کے مقابلے میں حضرت سلیمانؑ کی زندگی دیکھو، دولت حکومت اور اقتدار کا یہ عالم کہ دیکھنے والے اس کا خواب بھی نہیں دیکھ سکتے مگر ان کے دل میں آخرت کی جوابدہی پہ یقین موجود تھا اس لیے تکبر اور غرور کا وہاں نشان تک نہیں ملتا بلکہ اطاعت بندگی اور خلوص قدم قدم پہ نظر آتے ہیں۔ ذمہ داری کا احساس ہر بات سے ٹپکتا ہے۔

پھر ملکۂ سبا کی زندگی دیکھو، دولت تھی، حکومت تھی اور اس پہ ناز بھی تھا مگر جب اس پر حق واضح ہوگیا اور یہ بات دل میں بیٹھ گئی کہ ایک روز خدا کے حضور اپنی ہر حرکت کا جواب دینا ہے تو اس کی زندگی کا انداز ہی بدل گیا۔ شرک اور خواہشات کی غلامی، تکبر، غرور سب جاتے رہے اور اللہ کی زمین پہ اللہ کا بندہ بن کر رہنے کا سلیقہ آگیا۔ اس نے اللہ کے قانون امہال سے یہ فائدہ اٹھایا کہ اپنی اصلاح کرلی۔ نتیجہ دنیا اور آخرت کی کامیابی کی صورت میں ظاہر ہوا۔

اب کفار سے خطاب ہوتا ہے کہ کائنات میں رب العالمین کی قدرت اور صنعت کے نمونے دیکھو اور بتاؤ کہ تمہارا کوئی معبود اور دیوتا یہ قدرت رکھتا ہے؟ مگر تمہارا اصل مرض انکارِ آخرت ہے۔ اس کے باوجود ہمارا نبیؐ اور اس کے پیرو دین کی دعوت دیتے رہیں گے۔

سورۃ القصص

اس سورۃ میں منصب نبوت اور اہلِ حق کے رویہ کے متعلق چند حقائق بیان ہوئے تاکہ مسلمان مصائب سے گھبرا نہ جائیں۔

۱۔ حضرت موسیٰؑ کا واقعہ بیان ہوا۔ اس سے یہ سبق ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جو کچھ کرنا چاہتا ہے۔ اس کے لیے عجیب وغریب ذرائع فراہم کرتا ہے۔ فرعون کے گھر میں حضرت موسیٰ کی پرورش کرائی اور انہی کے ہاتھوں اس کی حکومت کا تختہ الٹوایا۔

۲۔ نبوت کوئی شادیانوں اور جشنوں کے ساتھ نہیں ملا کرتی۔ دیکھو حضرت موسیٰؑ وادیٔ سینا میں سفر کر رہے ہیں۔ اور نبوت کا منصب مل جاتا ہے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ جس سے کوئی بڑا کام لینا چاہتا ہے۔ بغیر لاؤ لشکر لے لیتا ہے۔ حضرت موسیٰؑ اور فرعون کے حالات کا مقابلہ کرکے دیکھ لو۔ غالب وہ آیا جس کے پاس کوئی مادی طاقت نہیں اور مغلوب وہ ہوا جس کے پاس طاقت ہے فوج ہے حکومت ہے۔

۱۴۔ تم کہتے ہو کہ حضورؐ وہ معجزے کیوں نہیں دکھاتے جو حضرت موسیٰؑ نے دکھائے تھے۔ مگر اس پہ بھی غور کرو کہ کیا حضرت موسیٰؑ کے معجزے دیکھ کر فرعونی ایمان لے آئے تھے؟ تم سے کیا توقع ہو سکتی ہے۔ اصل وجہ یہ نہیں کہ حضورؐ نے وہ معجزے نہیں دکھلائے اس لیے اہلِ مکہ ایمان نہیں لائے۔

بلکہ اصل مرض یہ ہے کہ ایمان لانے سے سردارانِ مکہ کو اپنی سیاسی، معاشی اور مذہبی برتری کو خطرہ ہے۔ ان کی چودھراہٹ ختم ہوتی ہے۔ اس موقعہ پہ قارون کا واقعہ بیان ہوا کہ دنیوی جاہ و مال ہی اسے لے ڈوبا۔ دولت کے نشہ میں حضرت موسیٰؑ پر اعتراض کرنے لگا اور اللہ کی دی ہوئی نعمت کا شکر ادا کرنے کی بجائے اسے اپنی قابلیت اور کوشش کا ثمرہ خیال کرنے لگا۔ اور اہلِ حق پہ دھونس جمانے لگا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دنیا بھی گئی اور آخرت کی رسوائی بھی پلے پڑی۔ اہلِ مکہ کو اس واقعہ سے سبق سیکھنا چاہیئے کہ دولت ہو یا اقتدار خدا کے باغی کو عذاب سے نہیں بچا سکتی۔ اور وہ دولت اور اقتدار جو انسان کو حق کے قبول کرنے اور حق کی پیروی کرنے سے باز رکھے ناز کے قابل نہیں بلکہ نرا وبال ہے۔

اہلِ حق کو چاہیئے کہ خدا کے باغیوں کی ظاہری شان و شوکت اور دنیوی اقتدار سے مرعوب نہ ہوں اور نہ احساسِ کمتری کا شکار ہوں۔

منزل ۱۲

سورۃ العنکبوت تا ختم سورۃ السجدہ

سورۃ العنکبوت:- اس سورۃ کا مرکزی مضمون یہ ہے کہ اس امت کی کامیابی کا جو وعدہ اللہ نے کیا وہ ہجرت اور جہاد کے ذریعے پورا ہوگا۔

جب کفار مکہ کی ایذا رسانی کا معاملہ انتہا کو پہنچ گیا تو اللہ نے مسلمانوں کو اس امر کی تعلیم دی کہ مسلمان ہونے کے لیے صرف یہ کافی نہیں کہ آدمی زبان سے کلمہ پڑھ لے اور عملی زندگی جس طرح چاہے گزارتا رہے بلکہ کلمہ پڑھ کر انسان یہ عہد کرتا ہے کہ ہر حال میں اللہ کے احکام کی پابندی کریگا۔ ایسا کرنے کے لیے اس کی راہ میں بے شمار رکاوٹیں آتی ہیں۔ اور یہی اس کے امتحان کا موقعہ ہوتا ہے جس نظریے پہ وہ ایمان لایا اس کے لیے کس قدر قربانی کر سکتا ہے۔ اگر اس نے صبر و استقامت سے کام لیا، نہ مشکلات سے گھبرایا نہ احکام الٰہی کی پابندی سے منہ موڑا تو وہ سچا مسلمان ہے۔ پھر یہ بتایا کہ اگر باطل کی قوتیں تمہیں دین چھوڑنے پہ مجبور کر دیں تو پھر بھی دین نہ چھوڑو بلکہ گھر بار چھوڑ کر ہجرت کر جاؤ۔ پھر گزشتہ اقوام کے حالات سنائے کہ حق پرستوں کو ہمیشہ ایسے امتحانوں میں ڈالا گیا، مگر ان کی قربانی کا جذبہ ابھرتا ہی رہا۔ اور حق کی مخالفت کرنے والے ہمیشہ مغلوب ہوتے رہے۔ پھر دنیوی اور آخری زندگی کا تقابل بیان فرمایا۔ غور کرو کہ دنیا کی آسائشیں خواہ کتنی اعلیٰ پیمانے کی ہوں اور کتنی وافر ہوں۔ بہر حال عارضی اور چند روزہ ہیں اور دنیوی تکالیف کا بھی یہی حال ہے مگر آخرت کی آسائشیں دائمی ہیں اس لیے انہیں حاصل کرنے کی فکر کرنی چاہیئے جو لوگ ہماری رضا کی خاطر دین حق پہ چلنے کے لیے قدم اٹھائیں گے۔ ہم ان کے لیے وسائل پیدا کر دیں گے مگر جو چلنے کا ارادہ ہی نہ کرے منزل پہ کیونکر پہنچے گا۔

سورۃ الروم:۔ ایک پیش گوئی سے سورہ کا آغاز ہوتا ہے، کہ آج رومی مغلوب ہو گئے مگر چند برس بعد غالب آجائیں گے۔ اسی طرح آج مکہ میں مسلمان مغلوب ہیں مگر بہت جلد غالب آجائیں گے۔ چنانچہ ہجرت کے دوسرے سال ہی مسلمانوں کے غلبہ کا آغاز ہو گیا۔ اور چند برسوں میں سلسلہ وسیع تر ہو گیا۔ ظاہری حالات کو دیکھ کر کوئی شخص مسلمانوں کے غلبہ کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ معلوم ہوا کہ انسان آئندہ کے متعلق جو اندازے کرتا ہے وہ سطحی ہوتے ہیں اور غلط بھی ثابت ہوتے ہیں اس لیے سوچ لو کہ آخرت کے متعلق تمہارا یہ فیصلہ غلط ہے کہ مر کے جی اٹھنا ممکن نہیں۔ سن لو۔ آخرت کی زندگی ممکن بھی ہے اور عقل کے عین مطابق بھی ہے پھر مسلمانوں کو غلبہ کے لیے آٹھ اصول بتائے۔

۱۔ دین کے احکام کے پابند رہو اور دین کی سربلندی کو اپنی زندگی کا مقصد بنالو۔
۲۔ اللہ کی یاد سے کبھی غافل نہ رہو۔
۳۔ اپنے اندر تقویٰ کا وصف پیدا کرو۔
۴۔ نماز کی پابندی کرو۔
۵۔ شرک سے بچو اور مشرکوں سے دور رہو۔
۶۔ تفرقہ بازی اور نااتفاقی سے بچو۔
۷۔ خوشی کے موقع پر اللہ کو بھول نہ جانا اور غم کی صورت میں اس کی رحمت سے مایوس نہ ہونا۔
۸۔ ایثار اور قربانی کا جذبہ پیدا کرنا خوب سمجھ لو کہ سودی کاروبار فرد اور معاشرہ دونوں کے لیے نقصان دہ ہے اور زکوٰۃ اور انفاق خوشحالی کا ضامن ہے۔

آخر میں بتایا کہ جس طرح باران رحمت کے نزول سے مردہ زمین سرسبز ہو جاتی ہے اسی طرح وحی و نبوت کی تعلیمات سے مردہ انسانیت میں جان پڑ جاتی ہے۔ آخری نبوت نبی کریم کی ہے اور آخری وحی قرآن مجید ہے قرآنی تعلیمات اور نبی کریم کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کرو گے تو عرب کا ریگستان انسانیت کا گہوارہ بن جائے گا۔

سورۃ لقمان:۔ قرآن مجید کتاب ہدایت اور کتاب حکمت ہے اس سے فائدہ اٹھانے کی سب سے بڑی شرط یہ ہے کہ آدمی پورے اخلاص سے

اس سے رہنمائی حاصل کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اور اس کی تعلیمات پہ عمل کرنے کا خواہشمند ہے۔ یہ کتاب اس حقیقت کا پتہ دیتی ہے کہ یہ دنیا انسان کا عارضی ٹھکانا ہے۔ انسان کی عمر محدود ہے اس لیے اس کو اپنے اعمال کا پورا پورا بدلہ اس دنیا میں نہیں مل سکتا۔ اور اعمال خواہ اچھے ہوں یا بُرے ان کا بدلہ ملنا ضروری ہے۔ اس لیے یہ کتاب آخرت کی زندگی پہ یقین رکھنے کی دعوت دیتی ہے اور آخری زندگی کے لیے نقصان دہ کام وہ ہیں جو محض کھیل تماشے اور بیکار وقت اور مال ضائع کرنے کے بہانے ہیں۔ خدا سے بیزار تہذیب کے فنون لطیفہ اکثر اسی قسم کے مشاغل ہیں جو انسان کی آخروی زندگی کو مستقل عذاب بنا دیتے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں اخروی زندگی کو راحت و آرام کی زندگی بنانا مطلوب ہو تو اس کا ایک ہی راستہ ہے کہ انسان کے اندر اللہ کی بندگی کا جذبہ نشوونما پائے اور اللہ کی یاد سے کبھی غافل نہ رہے۔

سُورۃ السجدہ:- موضوع۔ بنی نوع انسان کو قرآن کی تعلیمات کی طرف دعوت دیتا ہے۔ فرمایا جس خالق نے تمہیں مختلف تبدیلیوں سے گزار کر دانا و بینا انسان بنایا۔ اسی نے تمہاری جسمانی ضروریات کا سامان اس کائنات میں پھیلا دیا۔ اسی خالق کائنات نے تمہاری تربیت کا سامان بھی کر دیا۔ وہ اس طرح کہ تمہاری رہنمائی کے لیے یہ کتاب ہدایت نازل فرمائی۔ یہ کسی انسان کی تصنیف نہیں اور یہ کتاب پڑھنے، سمجھنے اور عمل کرنے کے لیے ہے۔ اگر تم نے اس کتاب کی ناقدری کی تو تمہیں دائمی مصیبت کا سامنا کرنا پڑے گا اور اگر تم اس کتاب سے رہنمائی حاصل کر کے اپنی زندگی سنوارنے میں کوشاں رہے تو ابدی راحتیں تمہارے لیے ہیں اس روز حقیقت کا پورا پورا علم ہو جائے گا اور تم پوچھتے ہو کہ فیصلے کا دن کب آئے گا۔ سن لو وہ دن تو آکر رہے گا اور تمہیں اس روز حقیقت کا پورا پورا علم ہو جائے گا اور اس وقت تم ایمان لانے کی تمنا کرو گے مگر اس وقت یہ آرزو کوئی فائدہ نہ دے سکے گی۔

منزل ۱۸

سورۃ الاحزاب تا ختم سورۃ یٰسین

سورۃ الاحزاب:۔ موضوع:۔ اے نبیؐ! آپ اپنا فرض منصبی ادا کرتے رہیں منافقین کی مخالفت کی پرواہ نہ کریں۔ ۵ھ میں مسلمانوں کو ختم کرنے کے لیے پورا عرب، مرکز اسلام، مدینہ منورہ پر حملہ آور ہوا۔ یہ منظر دیکھ کر مسلمان یہ کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم سے فتح کا جو وعدہ فرمایا تھا آج اس کے پورا ہونے کا وقت آ گیا ہے۔ اور منافق یہ چہ میگوئیاں کرنے لگے کہ اللہ اور رسولؐ نے مسلمانوں سے جو وعدے کئے وہ محض بہلاوا تھا آج ان کا نام و نشان بھی باقی نہیں رہے گا۔ حضور اکرمؐ پورے اطمینان سے حالات کا مقابلہ کرتے رہے اور مسلمان بھی اللہ کے حکم کی تعمیل اور حضورؐ کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کرتے رہے اور اللہ کا وعدہ پورا ہوا۔ کفار ناکام و نامراد لوٹے اور مسلمان امن و سکون سے زندگی بسر کرنے لگے۔ اور تعمیری پروگرام جاری رہا۔ اس سلسلے میں اللہ نے چند معاشرتی امور کے متعلق ہدایات فرمائیں۔

۱:۔ منہ بولے بیٹے حقیقی بیٹے نہیں ہوتے۔ اس لیے ان کی بیویاں حقیقی بہو نہیں ہوتیں۔ عرب صدیوں سے ان کو حقیقی بہو سمجھتے آرہے تھے۔ نبیؐ کے ہاتھوں اس رسم کا خاتمہ کرایا۔ کیونکہ حضورؐ پر سلسلہ نبوت ختم ہوتا ہے۔ اگر انہوں نے اس رسم کو نہ توڑا تو کیسے ٹوٹے گی۔

۲:۔ مسلمان عورتیں تمدنی ضروریات کے تحت اگر باہر نکلیں تو منہ پر نقاب ڈال لیا کریں۔

۳:۔ خلوت سے پہلے طلاق ہو جائے تو عورت پر عدت کوئی نہیں۔

۴:۔ جب نبی کریمؐ کسی معاملہ میں کوئی فیصلہ کر دیں تو کسی مومن کو اختلاف رائے کرنے کا کوئی حق نہیں۔

پھر نبیؐ کی چند خصوصیات بیان فرمائیں:۔ (۱) نبیؐ کو تمہاری جان و مال میں تصرف

کرنے کا پورا پورا حق ہے، مثلاً خودکشی حرام ہے مگر نبیؐ جان قربان کر دینے کا حکم دیں تو جان بچانا حرام ہے۔

۲:۔ نبیؐ کی بیویاں ساری امت کی روحانی مائیں ہیں۔ ان کے حقوق کا خیال رکھو۔

۳:۔ حضورؐ کی بیویوں کے لیے زیبا نہیں کہ دنیوی آسائشوں اور زیب و زینت کو اپنی زندگی کا مقصد بنالیں بلکہ ان کا کام یہ ہے کہ نبیؐ کے گھر یعنی مرکز اسلام میں بیٹھیں علم و حکمت پھیلائیں اور یاد الہٰی میں مصروف رہیں۔ ہاں کوئی شخص بات پوچھے تو پردہ کی اوٹ میں جواب دیں اور احتیاط کریں کہ زبان میں لوچ پیدا ہو۔

یہ بھی مسلمانوں کو ہدایت فرمائی کہ نبی اکرمؐ تمہارے محسن اعظم ہیں۔ آپ کے احسانات کا حق اس طرح ادا ہوتا ہے کہ سچے دل سے محبت کے جذبہ کے ساتھ ان کی اطاعت کرو۔ احکام پر اعتراض نہ کرو اور ان کی رائے سے اختلاف نہ کرو اور کثرت سے ان پر درود بھیجا کرو۔

سُورۃ السبا:۔ کسی انسان کی بدتمیزی، سرکشی اور بدکاری کی بنیادی وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہ عقیدۂ آخرت پر یقین نہیں رکھتا۔ اس عقیدہ پر یقین رکھنے کی وجہ سے زندگی کا جو نقشہ بنتا ہے اس کا نمونہ حضرت سلیمانؑ کی زندگی میں دیکھو۔ ان کے پاس دولت تھی اقتدار تھا۔ جنوں اور انسانوں پر ان کی حکومت تھی۔ انہیں آخرت کی جوابدہی پر یقین تھا اس لیے ان میں سے کوئی چیز انہیں اپنے رب سے غافل نہ کرسکی اور اس عقیدے کے انکار پر زندگی کا جو نمونہ بنتا ہے وہ قوم صبا کے حالات میں دیکھو۔ اس قوم نے دولت کے نشے میں اللہ سے کھلم کھلا بغاوت کی۔ سیلاب آیا۔ ان کی خوشحالی کا سامان بھی گیا اور خود بھی صفحۂ ہستی سے مٹ گئے۔

سوچو! کہ جو دولت انسان کو اس دنیا میں خدا کے عذاب سے نہیں بچا سکتی، وہ بھلا آخرت میں کیسے بچائے گی، پھر اس دولت پر اترانا کیسا؟ اس لیے دولت ملے تو خدا کا شکر ادا کرو اور دولت اور قوت اللہ کی بندگی اور دین کی خدمت میں کام لاؤ ورنہ یہ تمہارے لیے وبال ثابت ہوگی۔

سورۂ فاطر:- موضوع دعوت الی القرآن۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں پیدا کیا اور تمہاری جسمانی ضروریات کو پورا کرنے کا وسیع انتظام کیا۔ اور تمہارے اس جسمانی ڈھانچے کے اندر جو اصل انسان ہے اس کی ضرورتیں پوری کرنے کے لیے یہ کتاب ہدایت یعنی قرآن نازل فرمایا۔ اس کتاب کی تعلیمات سے اصل انسان زندہ رہتا اور نشوونما پاتا ہے جس طرح کھاری اور میٹھا پانی برابر نہیں روشنی اور تاریکی یکساں نہیں مردہ اور زندہ ایک جیسا نہیں ہوتا اسی طرح اس کتاب سے ہدایت لینے والے اور نہ لینے والے برابر نہیں ہوتے۔ جس طرح ایک ہی پانی سے مختلف رنگوں اور ذائقوں والی سبزیاں اور پھل پیدا ہوتے ہیں اسی طرح اس کتاب کی تعلیمات سے جب دل کا دروازہ کھلتا ہے تو مختلف کیفیات پیدا ہوتی ہیں۔ اللہ نے تمہیں زمین پہ اپنا نائب بنایا۔ اگر اس کتاب کی روشنی میں حقِ نیابت اور اس کے تقاضے پورے کرو گے تو انعامات الٰہی کے مستحق ہو گے اور اگر اس کتاب سے روگردانی کرو گے تو اس کا نتیجہ تباہی کے سوا کچھ نہ ہوگا۔

سورۂ یٰسین:- دنیوی اور آخروی زندگی کامیاب اور شاندار بنانے کے لیے چند اصول بیان فرمائے۔

۱:- انسان اس دنیا میں خدا کا بندہ بن کر زندگی گزارے۔ بندوں کا خدا بن کر رہنے کی حماقت نہ کرے۔

۲:- خدا اور بندے کے درمیان عبودیت کا تعلق قائم کرنے اور اسے مستحکم کرنے کے لیے انبیاء آتے رہے حضور اکرمؐ اس سلسلہ کی آخری کڑی ہیں حضورؐ سے اپنا دامن وابستہ رکھو۔ ورنہ خدا سے تعلق کٹ جائے گا۔

۳:- حضورؐ کی اطاعت ہی اللہ کی اطاعت ہے۔

۴:- حضورؐ نے خدا کی طرف سے قرآن کا پیغام پہنچایا اور اس کے مطابق عملی زندگی بسر کر کے دکھائی، ان دونوں کو اپنی عملی زندگی میں مشعلِ راہ بناؤ۔

۵۔ یہ بات ہمیشہ پیشِ نظر رہے کہ اللہ نے جو نعمتیں دی ہیں اور جو ذمہ داریاں سونپی ہیں ان کے متعلق ایک روزِ حشر دربازپرس ہوگی۔

۶۔ مرنے کے بعد انسان کے دو ہی ٹھکانے ہیں۔ اگر اس دنیا میں اللہ کا بندہ بن کر رہا تو جنت کی راحتیں اور اللہ کی خوشنودی حاصل ہوگی اور اگر یہاں اللہ سے باغی بن کر رہا تو وہاں جہنم کی آگ میں جلنا ہوگا اور اللہ کی پھٹکار رہے گی۔

سوچ لو تمہیں کونسا ٹھکانہ پسند ہے۔

ـــ٭ـــ

منزل ۱۹

سورۂ الصّٰفّٰت تا ختم سورۂ المومن

الصّٰفّٰت :- مرکزی مضمون دعوت الی التوحید ہے۔ مشرکین نے سینکڑوں معبود بنا رکھے ہیں۔ دعوتِ توحید کے جواب میں کہتے ہیں کہ

۱۔ (معاذ اللہ) ایک شاعر اور دیوانے کے کہنے پر ہم اپنے آبائی معبودوں کو کیوں چھوڑ دیں۔

۲۔ یہ قرآن تو صاف جادو ہے۔ ہم اس کی بات کیوں مانیں۔

۳۔ مر کے مٹی ہو جانے کے بعد بھلا ہم کیسے جی اٹھیں گے اور ہم سے حساب کیونکر لیا جائے گا۔ یہ تو ایک وہم ہے۔

ان خرافات کی اصل وجہ یہ ہے کہ انہیں آخرت کی جوابدہی پر یقین نہیں۔ اس لیے آخرت کا اجمالی خاکہ کھینچا گیا کہ وہاں عوام اپنے لیڈروں پر الزام دھریں گے کہ انہوں نے ہمیں گمراہ کیا۔ پھر لیڈر کہیں گے کہ ہم نے تمہیں کب مجبور کیا تھا کہ شرک اختیار کرو۔ پھر دونوں کا ٹھکانہ آگ میں جلنا ہوگا۔ پینے کے لیے ابلتا ہوا پانی اور کھانے کے لیے تھوہر سوچ لو کیا ایسا ماحول تمہیں پسند ہے۔

ب حضرت نوحؑ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت موسیٰؑ کے حالات بیان ہوئے کہ ان حضرات نے بھی توحید کی دعوت دی۔ ان کی قوموں نے اس دعوت کو ٹھکرا دیا نتیجہ یہاں کی تباہی اور وہاں کا عذاب۔ اس لیے اے بنی نوع انسان! عقل سے کام لو تاریخ سے سبق حاصل کرو اور نبیؐ کی دعوتِ توحید قبول کرو۔ قرآن سے ہدایت لو اور آخرت کی کامیابی کا سامان کر لو۔

سورۂ ص :- عقیدۂ رسالت اسلامی عقائد میں مرکزی حیثیت رکھتا ہے کیونکہ صرف نبیؐ کی دیانت پر اعتماد کر کے ہی ان دیکھی حقیقتوں پر ایمان لایا جاتا ہے۔ پہلی اُمتوں کی تباہی کی وجہ یہی ہوئی کہ انہوں نے انبیاء پر اعتماد نہ کیا اور ان کی دعوت کو ٹھکرا دیا۔ اب بھی نادان یہ کہتے ہیں کہ ہم میں سے ہی ایک انسان اُٹھ کر نبوت کا دعویٰ کر دے تو بھلا ہم کیسے مانیں پھر وہ دعوت اس بات کی دے کہ سب معبودوں کو چھوڑ کر ایک اللہ کو معبود مانو یہ اس سے بھی زیادہ عجیب بات ہے۔ کیونکر تسلیم کریں۔ یہ کوئی نئی بات نہیں پہلی اقوام میں بھی نادان کہتے چلے آئے ہیں۔

دیکھو یہ کائنات جس کا ایک حصہ تم بھی ہو ہم نے یونہی کھیل تماشے کے طور پر نہیں بنائی اس کا ایک مقصد ہے۔ اور اس مقصد کے لیے ہم نے تمہیں زمین پر اپنا نائب بنایا اور نیابت کی ذمہ داریاں پوری کرنے کے لیے ہم نے کتاب ہدایت نازل کی۔ اس کتاب کی تعلیمات میں غور و فکر کرو تدبر سے کام لو۔ اور ان کی روشنی میں نیابت کے فرائض انجام دو۔ باغیانہ طرزِ زندگی اختیار نہ کرو۔ مطیع اور باغی کا انجام ایک جیسا نہیں ہوتا۔ اور یہی عقل کا تقاضا ہے۔ مطیع کے لیے عیش و آرام اور ابدی راحتیں ہیں اور باغی کے لیے دکھ تکلیف اور دائمی عذاب۔ اس اصول کی روشنی میں اپنے متعلق فیصلہ کر لو۔ کہ تمہیں کونسا طرزِ زندگی اور کس قسم کا انجام پسند ہے۔

سورۂ الزمر :- اس سورہ کا مرکزی مضمون یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور نبیؐ کی اطاعت میں جب تک خلوص نیت کا وصف شامل نہ ہو عبادت اور اطاعت کا حق ادا نہیں ہوگا۔

یہ روش درست نہیں کہ جب آدمی پر مصیبت آئے تو خدا یاد آ جائے اور عیش و آرام کی حالت میں خدا و رسول کا خیال تک بھی نہ آئے۔

سنو اخلاص پیدا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ

۱:۔ تمہارا رُخ یعنی تمہاری دلی توجہ اللہ کی طرف ہو۔ غیر اللہ کی محبت دل سے نکال دو۔

۲:۔ ہدایت کی بات غور سے سنو اور اس پر عمل کرنے کا پختہ ارادہ کر لو۔

۳:۔ اللہ کی رحمت سے کبھی مایوس نہ ہونا۔

۴۔ ہمیشہ انجام پہ نظر رکھو۔

ان آداب کے ساتھ قرآن مجید سے ہدایت حاصل کروگے تو تمہارے دلوں میں ایسا نور پیدا ہوگا جو تمہیں سیدھی راہ سے ہٹنے نہیں دے گا۔ اور اللہ کی یاد کی طرف دل کا میلان بڑھے گا۔ جو لوگ اس کتاب سے بے تعلق رہتے ہیں یا اس سے بے توجہی کا سلوک کرتے ہیں ان کے دل سخت ہو جاتے ہیں۔ دل کی سختی کی پہچان یہ ہے کہ آدمی پہ کوئی نصیحت اثر نہ کرے جیسے پتھر پہ پانی کی بوند پڑی اور پھسل کر نیچے گر گئی۔

اخلاص کا وصف پیدا کرنے کے دو فائدے ہیں۔ اللہ کی خوشنودی اور ابدی کامیابی۔

سورۃ المومن :- موضوع دعوت الی القرآن ہے۔ اور مخالفین کو عذاب کی دھمکی دی گئی ہے۔ فرمایا قرآن مجید اللہ نے نازل کیا۔ جیسے پہلے انبیاء پہ کتابیں نازل کرتا رہا۔ گذشتہ اقوام سے جن لوگوں نے کتاب الٰہی کی مخالفت کی دو طرح کا نقصان اٹھایا۔

۱۔ اس دنیا میں اُن پہ اللہ کا عذاب نازل ہوا جو کبھی طوفان، کبھی زلزلہ کبھی آندھی کی صورت میں ظاہر ہوا اور باغیوں کا صفایا کر کے رکھ دیا۔

۲۔ آخرت کا دائمی عذاب ان کے پلے پڑا۔

قرآن مجید کی مخالفت کا نتیجہ بھی یہی نکلے گا۔ جس طرح گذشتہ اقوام کی دولت و ثروت اور حکومت و اقتدار انہیں عذاب الٰہی سے نہ بچا سکا۔ اسی طرح جس طاقت پر تمہیں ناز ہے اور جس جمعیت پہ تم اکڑتے ہو یہ سب جھوٹے سہارے ہیں۔ ان قوتوں سے اللہ کے عذاب کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا۔ اس لیے ہٹ دھرمی سے باز آجاؤ۔ قرآن پڑھو اور اس پہ غور کرو۔ اس کی تعلیمات کو سمجھنے کی کوشش کرو۔ اور ان پہ عمل کرنے کی فکر کرو۔ پھر دیکھ لینا کہ اس کی تعلیمات تمہاری زندگی میں کیسا انقلاب پیدا کرتی ہیں۔

منزل نمبر ۲

سورۂ حٰم السجدہ تا ختم سورۂ الجاثیہ

سورۂ حٰم السجدہ:۔ موضوع دعوت الی القرآن ہے۔ فرمایا یہ کتاب اللہ نے نازل کی جو بڑا رحیم ہے یہ فصیح عربی زبان میں ہے۔ یہ بتاتی ہے کہ اللہ کے فرمانبرداروں کا انجام نہایت شاندار ہوگا اور نافرمانوں کا انجام بڑا بھیانک مگر نادانوں کا حال یہ ہے کہ اللہ کے اس احسان کا شکر ادا کرنے کی جگہ لوگوں سے کہتے پھرتے ہیں کہ قرآن مت سنو جہاں یہ پڑھا جا رہا ہو وہاں شور مچاؤ تاکہ کوئی سن ہی نہ سکے۔ اور کہتے ہیں کہ قیامت محض ایک وہم ہے۔ اور اگر وہ آ بھی جائے تو جیسے ہم یہاں عیش و عشرت کی زندگی گزار رہے ہیں وہاں اس سے بھی زیادہ راحت و آرام ہوگا۔ ان باتوں کی تردید کرتے ہوئے فرمایا کہ قیامت تو آکے رہے گی اور باز پرس بھی ہوگی۔ اس وقت مجرم اپنے آپ کو بے بس پائیں گے۔ یہی اعضا جن کے ذریعے یہ لوگ اللہ و رسول کی نافرمانی کرتے رہے اور قرآن کے خلاف مہمیں چلاتے رہے اس وقت شہادت دیں گے کہ ان ظالموں نے ہمیں ان برائیوں میں استعمال کیا۔ جب صفائی کا گواہ ہی ملزم کے خلاف شہادت دے دے تو سزا سے بچنے کی کونسی صورت باقی رہ جاتی ہے۔

اہل ایمان کو ترغیب دی کہ بہترین بات جو ایک انسان کہہ سکتا ہے یہ ہے کہ دوسروں کو اللہ کے دین کی دعوت دے اس لیے تمہارا کام یہ ہے کہ قرآن کی تعلیمات پر خود عمل کئے جاؤ اور دوسروں کو اس کی دعوت دیتے رہو۔

سورۂ الشوریٰ:۔ نبی کریمؐ جو کتاب الٰہی کی طرف دیتے ہیں یہ کوئی نئی بات نہیں پہلے انبیاء بھی اسی دین حق کی دعوت دیتے آئے ہیں۔ ہمارا نبیؐ اس دعوت پر کسی اُجرت کا مطالبہ نہیں کرتا۔ پھر تمہارا اس محسن کی بات سے بدکنا بڑی نادانی ہے۔

اس کتاب پر عمل کرنے والوں میں یہ صفات پیدا ہو جاتے ہیں۔

۱:۔ ہر حال میں اللہ پہ بھروسہ کرنا۔

۲:۔ گناہوں اور بے حیائی کے کاموں سے بچنا۔

۳:۔ نماز کی پابندی کرنا۔

۴:۔ باہمی مشورے سے اپنے معاملات طے کرنا۔

۵:۔ خوش دلی سے جائز کاموں میں مال خرچ کرو۔

۶:۔ جہاد کرنا۔

۷:۔ ظالموں کو سزا دینا تاکہ معاشرے میں امن قائم رہے۔

دیکھو یہ کتنے عمدہ اوصاف ہیں۔ نبی کریم کا تم پہ کتنا بڑا احسان ہے کہ تمہیں ایسی عمدہ تعلیم دیتے ہیں۔ اگر اس کی قدر نہ کرو گے تو نقصان اٹھاؤ گے۔

سورۃ الزخرف:۔ ہم نے قرآن اس لیے نازل کیا کہ تم اس سے ہدایت حاصل کرو تم نے اس کی طرف توجہ نہ کی پھر بھی قرآن دنیا سے نابود نہیں ہوگا۔ بلکہ اس کی دعوت جاری رہے گی تم کہتے ہو ہم اپنے باپ دادا کی روش چھوڑ کر قرآن کی بات کیسے مان لیں۔ سنو! قرآن جس روش کی دعوت دیتا ہے اس کا مقابلہ اس روش سے کرلو۔ جو تمہارے بڑوں نے اختیار کر رکھی تھی۔ اگر تم انصاف سے کام لو گے تو تمہیں ماننا پڑے گا کہ ہمارے قرآن اور ہمارے نبی کی روش بہتر اور مفید تر ہے۔ تم کہتے ہو کہ اگر قرآن نازل ہی ہونا تھا تو مکہ یا طائف کے کسی سردار پہ نازل ہوتا خوب! گویا اللہ کی نعمتیں تمہاری تجویز کے مطابق تقسیم ہونی چاہئیں۔ خدا کے مقابلے میں بندے کی اس جرأت اور شوخی کا کیا کہنا۔

سنو! قرآن سے روگردانی کرنے کا ایک بڑا نقصان یہ ہے کہ ایسے آدمی کے دل و دماغ پہ شیطان مسلط ہو جاتا ہے۔ پھر اس میں حق شناسی کی صلاحیت ہی رفتہ رفتہ ختم ہو جاتی ہے اور اس کے برعکس قرآن سے لگاؤ اور محبت کی وجہ سے انسان میں فہم سلیم پیدا ہوتا ہے وہ آسانی سے حقیقت تک پہنچ جاتا ہے اور حق بات سنتے ہی اس کا دل اسے قبول کرتا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس کی دنیوی اور آخروی زندگی سنور جاتی ہے۔

سورۃ الدخان:۔ یہ قرآن تمہارے لیے مکمل ضابطۂ زندگی ہے۔ اس کے باوجود اگر تم اس کی تعلیمات کی پیروی نہیں کرو گے تو تمہاری زندگی کے ہر شعبے میں طرح طرح کے رخنے پیدا ہو جائیں گے۔ اور اس کا نتیجہ اس دنیا میں بے چینی اور آخرت میں رسوائی اور عذاب کے سوا کچھ نہیں۔ قوم فرعون کے حالات دیکھ لو۔ انہوں نے احکام الٰہی سے منہ موڑا۔ تباہ ہوئے اور عذاب الٰہی کے مستحق ٹھہرے۔ اس سے عبرت حاصل کرو۔ تمہارا اپنا فائدہ اسی میں ہے کہ قرآنی تعلیمات کے مطابق احکام الٰہی کی پیروی کرو اور ہر پہلو سے اپنی زندگی کو کامیاب اور شاندار بنالو۔

سورۃ الجاثیہ:۔ موضوع:۔ عزت کا دارومدار اللہ کی کتاب کی پیروی کرنے پر ہے جو لوگ اللہ کے احکام سنتے ہیں اور تکبر کی وجہ سے سنی ان سنی کر دیتے ہیں، یا اللہ کے احکام کا مذاق اڑاتے ہیں وہ اللہ کی بدترین مخلوق ہیں اور ننگ انسانیت ہیں اور خواہشات کے غلام ہیں۔ اور فانی لذتوں پہ فریفتہ ہیں خواہشات کی بندگی کا سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ آدمی کی فطرت سلیمہ مسخ ہو جاتی ہے۔ اس کے کان حق کی آواز سننا پسند نہیں کرتے۔ ان کی آنکھیں حق دیکھنے کو تیار نہیں ہوتیں۔ اور ان کے دلوں میں حق کی طرف بڑھنے کا ارادہ، شوق اور ولولہ پیدا نہیں ہوتا۔ وہ لبس انسان نما حیوان بن کر رہ جاتے ہیں۔ اللہ کے احکام پر عمل نہ کرنا یا ان کا انکار کرنا بیشک بڑا جرم ہے مگر احکام الٰہی کا مذاق اڑانا تو سب سے بڑا ظلم ہے۔ ایسی حرکتوں کا نتیجہ اس وقت سامنے آئے گا۔ جب اللہ رب العالمین کی طرف سے یہ سزا سنائی جائے گی کہ تم عیاشیوں میں مگن رہے۔ اور تکبر کی وجہ سے ہماری آیتوں کو ہنسی مذاق کا سامان بنالیا۔

لو اب ہمیشہ کے لیے آگ میں جلتے رہو۔ اس سے نکلنا تمہارے لیے ممکن نہیں۔

منزل ۲۶

سورۃ الاحقاف تا ختم سورۃ الذاریٰت

سورۃ الاحقاف:- مرکزی مضمون قانون امہال کا بیان ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ انبیاء کے ذریعے بندوں کو حق کی طرف دعوت دیتا ہے پھر منکرین اور مخالفین کو مہلت دیتا ہے۔ اگر وہ زمانۂ مہلت میں سنبھل جائیں حق کی مخالفت چھوڑ دیں اور حق کی راہ اختیار کرلیں تو ان کے حق میں بہتر ہوتا ہے ورنہ مہلت ختم ہونے پہ عذاب الٰہی آجاتا ہے۔

قرآن مجید کا انکار کرنے والے طرح طرح کے اعتراض کرتے ہیں۔ مثلاً:

۱۔ قرآن مجید تو نبیؐ کی اپنی تصنیف ہے۔

۲۔ اگر قرآن کی دعوت درست ہوتی تو مفلس عوام سے پہلے امراء کیوں نہ قبول کرتے

ان کے دونوں اعتراض غلط ہیں۔ اگر نبیؐ نے اکیلے قرآن تصنیف کرلیا ہے تو تم بھی اہل زبان ہو سب مل کر ایسی کوشش کر دیکھو۔

دوسرے اعتراض کی حقیقت یہ ہے کہ دین کے حق ہونے کا پیمانہ دولت اور افلاس نہیں بلکہ حق کو قبول کرنے کے لیے فطرت سلیمہ سے کام لینا ہوتا ہے۔ دیکھو جنوں کی ایک جماعت نے قرآن سُنا فطرت سلیمہ سے کام لیا۔ فوراً ایمان لے آئے۔ سن لو۔ کتاب الٰہی سے روگردانی کر کے عذاب الٰہی سے بچنا ممکن نہیں۔ ہاں ہمارے قانون امہال کے ماتحت اگر تم مہلت سے فائدہ اٹھا کر اپنا رویہ بدل لو تو عذاب الٰہی سے بچ سکتے ہو۔

سورۃ محمدؐ:- اس سورۃ میں اسلام اور کفر کا موازنہ کیا گیا ہے۔ اسلامی زندگی کی خصوصیات یہ ہیں۔

۱۔ توحید، رسالت اور آخرت پر ایمان۔
۲۔ عمل صالح
۳۔ اللہ اور رسول کی غیر مشروط اطاعت۔
۴۔ جذبۂ جہاد۔

کافرانہ زندگی کی خصوصیات یہ ہیں۔
۱۔ اللہ، رسول اور قیامت کا انکار۔
۲۔ کتاب الٰہی کی مخالفت۔
۳۔ جانوروں کی طرح حلال وحرام کی تمیز کئے بغیر کھانے کا چسکا۔
۴۔ دنیوی لذتوں کا حصول اور زیب و زینت کو مقصد زندگی سمجھنا۔
۵۔ خواہشات کی غلامی۔

منافقانہ زندگی کی خصوصیات یہ ہیں۔
۱۔ کوئی دنیوی فائدہ نظر آئے تو خدا اور رسول کی اطاعت کا دم بھرنا۔
۲۔ ایثار کا موقعہ آئے یا کوئی تکلیف آجائے تو جان بچانے کی کوشش کرنا اور اسلام پر اعتراض کرنا۔
۳۔ بزدلی۔
۴۔ اخلاقی جرأت کا فقدان۔

چونکہ تینوں جماعتوں کے زندگی کے اصول اور زندگی کے راستے جدا ہیں، اس لیے ان کا انجام بھی مختلف ہے، مومن کے لیے اللہ کے انعامات اور اس کی خوشنودی اور کافر و منافق کے لیے اللہ کا عذاب اور غضب۔

سورۂ الفتح:۔ موضوع۔ اسلام کی فتح کی بشارت ہے۔ فرمایا صلح حدیبیہ درحقیقت مسلمانوں کی شاندار فتح ہے۔ یہ صلح فتح مکہ کا پیش خیمہ تھی۔ جو منافق حدیبیہ کی مہم میں شریک نہ ہوئے ان کا اندازہ یہ تھا کہ مسلمان مکہ کی طرف نہیں جا رہے بلکہ اپنی تباہی کی طرف جا رہے ہیں۔ مگر ان کا اندازہ غلط ثابت ہوا۔ اور مسلمانوں کو منافقوں کے اصل مرض سے

آگاہ کر دیا گیا۔ اسی مہم میں بیعت رضوان ہوئی جو لوگ اس بیعت میں شریک ہوئے اللہ نے ان کی بڑی قدر افزائی فرمائی، اسی زندگی میں ان سے خوشنودی کا اعلان فرمادیا۔ پھر حضورؐ کے ساتھیوں یعنی صحابہ کے اوصاف بیان ہوئے کہ کفر کے مقابلہ میں بڑے سخت ہیں۔ اور آپس میں رحیم و شفیق، رضائے الٰہی کے طالب اور زاہد و عابد ہیں۔ اللہ نے ان کے لیے مغفرت اور اجرِ عظیم کا وعدہ فرمایا۔ اور صحابہ کے ذریعہ اسلام کی تدریجی ترقی اور خوشحالی کا وعدہ فرمایا اور یقین دلایا۔ (اور تاریخ شاہد ہے کہ صحابہ کے ہاتھوں یہ وعدہ پورا فرمایا)

سورۂ الحجرات:۔ اس سورۃ میں مسلمانوں کے باہمی تعلقات کا دستور العمل بیان ہوا۔ سب سے پہلے نبی کریمؐ سے معاملہ کرنے کے آداب بتائے۔

۱۔ آپؐ کی مجلس میں ادب سے خاموش بیٹھو۔
۲۔ حضور کی باتیں غور سے سنو۔
۳۔ بات کرنے میں پہل نہ کرو۔
۴۔ حضورؐ سے بات کرتے وقت اپنی آواز کو پست رکھو۔
۵۔ حضورؐ کو اس طرح نہ پکارو جیسے ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔
۶۔ جب حضورؐ گھر میں تشریف لیجائیں تو باہر سے آواز دے کر مت پکارو بلکہ انتظار کرو۔

باہمی تعلقات کے آداب

۱۔ کسی افواہ پہ بلا تحقیق یقین نہ کرو۔
۲۔ اگر مسلمانوں کے کوئی دو گروہ آپس میں جھگڑ پڑیں تو ان میں صلح کرا دو۔ اگر ظالم گروہ صلح پہ آمادہ نہ ہو تو اس کے خلاف متحد ہو کر ظلم کو ختم کرو۔
۳۔ ایک دوسرے سے ایسا مذاق نہ ہو کہ کسی کی دل شکنی ہو۔ طعنے نہ دو۔ نام نہ دھرو۔ غیبت نہ کرو۔ رنگ و نسل کی بناء پہ دوسروں پہ دھونس نہ جماؤ۔ کامل مومن وہ ہے جو اللہ اور رسول کی بات دل سے مانے اور اس پہ عمل کرے۔

سورۂ ق :- آخرت کی باز پرس لقینی ہے۔ مر کے جی اُٹھنے میں نادان شک کرتے ہیں کائنات کے نظام میں اپنے قریب ترین ماحول پہ نظر کرو۔ بارش سے ہم مردہ زمین کو زندہ کرتے ہیں، وہ طرح طرح کے پھول اور پھل اگلنے لگتی ہے۔ اسی طرح ہم مردہ انسان کو بھی زندہ کر سکتے ہیں۔ اور ہم نے ایسا انتظام کر رکھا ہے کہ تمہاری زندگی کی ہر حرکت اور ہر بات ریکارڈ ہوتی جا رہی ہے۔ قیامت میں اپنا ریکارڈ تم خود دیکھ لوگے۔ پھر تمہارے اعمال کے مطابق تمہیں بدلہ ملے گا۔

سورۂ الذاریٰت :- اعمال کا بدلہ ملنا یقینی ہے۔ ہم نے تمہاری ہدایت کے لیے تین قسم کا انتظام کیا ہے۔ اوّل تمہارا ضمیر اور تمہاری ذات دوم کائنات کا وسیع نظام۔ سوم وحی و الہام۔ انسان پہلے دو پہلوؤں پہ غور کرے تو توحید کا اقرار کئے بغیر چارہ نہیں مگر ہم نے ازراہ شفقت تیسری تدبیر بھی کر دی۔ انبیاء کے ذریعے کتابیں بھیجیں قرآن آخری اور مکمل کتاب ہے۔ تم نے اس کتاب سے ہدایت حاصل کی تو اس کا انعام عمل سے کئی گنا زیادہ ملے گا۔ اور اگر اس کی ناقدری کی تو سزا مل کے رہے گی۔ اب تمہیں آزادی ہے جو راستہ چاہو اختیار کر لو۔

--

منزل ۲۲

سورۃ الطور تا ختم سورۃ الحشر

سورۃ الطور:- موضوع۔ بد اعمال کی سزا یقینی ہے۔ فرمایا ایک روز یہ نظام کائنات درہم برہم ہو جائے گا۔ ایک نیا نظام قائم ہوگا۔ تمام انسانوں کو اپنی اس زندگی کے اعمال کی جوابدہی کے لیے اللہ کے سامنے پیش ہونا ہوگا۔ اعمال کی جانچ پڑتال ہوگی۔ اللہ کے فرمانبرداروں کو انعام ملے گا اور باغیوں کو دردناک سزا ملے گی۔ پھر حضور اکرمؐ کو تسلی دی گئی ہے کہ منکرینِ حق کی مخالفت کی پروا نہ کریں ان کو دعوتِ حق دیتے رہیں ان لوگوں کی جہالت کا کیا ٹھکانا جو کہتے ہیں کہ نبیؐ شاعر ہیں انہوں نے قرآن خود تصنیف کر لیا ہے۔ ان سے پوچھئے تمہیں یہ اطلاع کس نے دی، خیر چلو تم بھی ایک ایسی کتاب تصنیف کر کے دکھا دو۔ آپ ان باتوں سے رنجیدہ نہ ہوں اور صبر سے کام لیں اور دعوتِ حق کا کام جاری رکھیں۔

سورۃ النجم وحی کے ذریعے جو تعلیمات نبی اکرمؐ تک پہنچائی گئیں وہ ابدی حقائق پر مبنی ہیں اور انسان اپنے ظن و تخمین سے جو عقائد گھڑ لیتے ہیں وہ غیر یقینی اور اٹکل پچو اندازے ہوتے ہیں غیر یقینی اور ظنی باتوں پہ زندگی کی بنیاد رکھی جائے تو آدمی غلط راستے پر چل کر منزل مقصود سے دور ہوتا چلا جاتا ہے۔ اس بنیادی غلطی کا اصل سبب آخرت کی جوابدہی کو محض انہونی بات سمجھنا ہے۔ اسی وجہ سے نادان لوگ دنیوی زندگی کا مقصد بس عیاشی اور لذت پرستی کو قرار دیتے ہیں۔ اس لیے ایسے عاقبت نااندیش لوگوں سے بچنا چاہیے جن کی عقل اس نتیجہ پہ پہنچ کر ناز کرتی ہے کہ زندگی بس عیش کرنے کے لیے ہے۔

سورۂ القمر:- یہ نظام کائنات ایک روز ختم ہو جائے گا۔ انسانوں کے اعمال کی جزا و سزا کے لیے ایک نیا نظام قائم کیا جائے گا۔ اس حقیقت کو تسلیم نہ کرنے کی وجہ سے گزشتہ اقوام تباہ ہوئیں۔ قومِ نوح، عاد، ثمود اور قومِ فرعون کی تباہی کی وجہ یہی تھی۔ تم لوگ عقل سے کام لو۔ تاریخ سے سبق حاصل کرو۔ اور اس حقیقت پر پختہ یقین کر لو کہ تمہیں اپنے اعمال کی جوابدہی کے لیے ایک روز خدا کے سامنے پیش ہونا ہے۔

سورۂ الرحمٰن:- کائنات کی ہر چیز فانی ہے۔ اپنی پیدائش اور اپنے جسمانی نظام پر غور کرو۔ پھر نباتات کی پیدائش نشوونما اور انجام کا مطالعہ کرو تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ اس فانی دنیا کی ہر چیز ایک مقررہ مدت کے بعد فنا ہو جانے والی ہے۔ پھر اس حقیقت پہ غور کرو۔ کہ اللہ نے انسان کو کس قدر گوناگوں نعمتیں عطا فرمائیں ان کے متعلق باز پرس ضرور ہوگی۔ ان نعمتوں سے اللہ کی ہدایت کے مطابق کام لوگے تو کامیاب ورنہ سزا کے مستحق ہوگے۔

سورۂ الواقعہ:- قیامت کے روز انسان تین گروہوں میں بٹ جائیں گے۔

۱:- مقربین وہ لوگ جنہوں نے دنیوی زندگی کا مقصد رضائے الٰہی حاصل کرنا سمجھا اور پورے خلوص سے اس مقصد کے حاصل کرنے میں لگے رہے۔

۲:- اصحاب الیمین: جن کے اعمال ملے جلے ہوں گے۔ مگر لغزشوں کے مقابلہ میں طاعتوں کا پلڑا بھاری ہوگا یہ بھی انعام کے مستحق ہوں گے۔

۳:- اصحاب الشمال:- جن لوگوں نے دینِ حق کی تعلیمات کو محض کھیل تماشہ سمجھا اور باغیانہ زندگی بسر کرنے میں فخر محسوس کرتے رہے یہ لوگ اس بدتمیزی کا بدلہ جہنم کی آگ اور کھولتے ہوئے پانی کی صورت میں لیں گے۔ تمہیں کون سے گروہ میں ہونا پسند ہے۔ اپنا محاسبہ کر لیا کرو۔

سورۂ الحدید:- حقیقی عزت وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے ہاں کسی کو ملے حصولِ عزت

کے طریقے۔

۱۔ اگر عزت چاہتے ہو تو اس کے احکام کی پیروی کرو جو حقیقی عزت دینے والا ہے۔
۲۔ جس نے تمہیں مال و دولت عطا کی اس کی ہدایت کے مطابق مال کا استعمال کرنا سیکھو۔
۳۔ مال کو دبائے نہ رکھو ورنہ معاشرے میں نفرت کے جذبات ابھریں گے۔ جائز مصرف پر خوشدلی سے مال خرچ کرو۔ اس سے انفرادی اور اجتماعی ترقی ہو گی۔
۴۔ اللہ کی یاد سے کبھی غافل نہ رہو۔ ورنہ سنگدل ہو جاؤ گے۔ اور سنگدلی کی مذمت یہ ہے کہ آدمی نصیحت قبول کرنے کی صلاحیت کھو بیٹھتا ہے۔
۵۔ اگر انسان مال جمع کرنے کی دھن میں لگا رہے تو اس میں تین مرض پیدا ہوتے ہیں۔ اوّل تفاخر۔ دوم دوسروں کے مقابلہ میں زر اندوزی کا جنون۔ سوم نمائش کے کاموں میں مال خرچ کرنے کا شوق۔ یہ تینوں مرض انسانیت کے لیے مہلک ہیں۔ ان سے بچو۔
۶۔ اللہ کی مخلوق کے ساتھ شفقت کا برتاؤ کرنا۔
۷۔ اللہ کے قانون کے ساتھ جو ہر طرح کامل ہے کسی دوسرے قانون کا پیوند لگانے کی حماقت نہ کرنا۔

سورۃ المجادلہ :۔ سیاسی زندگی کے رہنما اصول۔

۱۔ عوام اور لیڈر اس بات پر پختہ یقین رکھیں کہ اللہ ان کی ہر حرکت سے واقف ہے اور ان سے باز پرس کرے گا۔
۲۔ کوئی ایسا مشورہ نہ کیا جائے جو اللہ اور رسول کی نافرمانی کی طرف لیجائے۔
۳۔ صرف اہل علم کو ہی نگران کار مقرر کرنا چاہیئے۔
۴۔ حکومت کے نگران کی اطاعت خلوص سے کرنی چاہیے۔
۵۔ اسلام کے مخالفین اور دشمنانِ اسلام کے دوستوں کو شوریٰ میں ہرگز شامل نہ کیا جائے۔
۶۔ جو شخص اللہ اور رسولؐ کا باغی ہو اس کا ساتھ ہرگز نہ دو خواہ وہ باپ، بیٹا یا بھائی ہی کیوں نہ ہو۔

سورۃ الحشر:- اللہ نے مسلمانوں کو ان کی بے سروسامانی کے باوجود حکومت عطا فرمائی اس کی حفاظت ان کے ذمہ ہے۔ سلطنت کی بقاء کے لیے چند ضروری امور یہ ہیں۔

۱:۔ ملکی دولت میں پھیلاؤ ہو چند محدود انسانوں میں سمٹ کر نہ رہ جائے۔

۲:۔ باہمی معاملات میں ایثار اور ہمدردی کا جذبہ ہو۔

۳:۔ خودغرضی اور مفاد پرستی سے پرہیز کیا جائے۔

سلطنت کے زوال کے اسباب یہ ہیں۔

۱:۔ قوم میں ایسے منافقوں کا وجود جو دشمنوں کے ساتھ سازباز رکھیں۔

۲:۔ عوام اور خواص میں آخرت کی جوابدہی کا تصور موجود نہ رہنا۔

۳:۔ قرآنی تعلیمات اور شریعت کے قانون سے بے رخی اور بیزاری کا رویہ اختیار کرنا۔

منزل ۲۳

سورۂ الممتحنہ تا ختم سورۂ الحاقہ

سورۂ الممتحنہ:- کفار سے بائیکاٹ کرنے کا حکم سورۃ کا موضوع ہے۔ اس کی وجہ یہ بتائی کہ وہ لوگ اللہ کے باغی ہیں رسول کریمؐ کے سخت مخالف ہیں۔ قرآن کریم کے خلاف اور مسلمانوں کے جانی دشمن ہیں۔ اس لیے انہیں موقعہ ملے تو اسلام اور مسلمانوں کو مٹانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھیں۔

سورہ الصف:- اسلام کے جانثاروں کے فرائض۔ ہر قوم میں زیادہ کار آمد جماعتیں تین ہوتی ہیں، اہل علم، اہل دولت اور مجاہد۔ مجاہدین کے فرائض یہ ہیں۔

۱:- تمہارے قول اور فعل میں تضاد نہ ہو۔

۲:- سنت نبوی کی پیروی کرو ورنہ تمہارے دلوں کا رخ اللہ سے ہٹ کر غیر اللہ کی طرف ہو جائے گا۔

۳:- اللہ کو سب سے زیادہ پسند عمل یہ ہے کہ جو لوگ اسلام کو مٹانا چاہتے ہیں۔ ان کے خلاف جہاد کو محبوب سمجھو۔

۴:- سرفروش جماعت اس وقت تک چین سے نہ بیٹھے جب تک دین الہٰی کو غلبہ حاصل نہ ہو جائے۔ جہاد فی سبیل اللہ کا بدلہ دنیا میں اسلام کی سربلندی اور آخرت میں اللہ کی خوشنودی ہے۔

سورۂ الجمعہ:- اہل علم کے فرائض۔ حضور اکرمؐ کے ذمہ چار فرائض تھے۔
۱:- تلاوت آیات یعنی قرآن حکیم سنانا۔

۲:۔ تزکیہ نفوس۔
۳:۔ کتاب الٰہی کی تعلیم دینا۔
۴:۔ تعلیم حکمت۔

یہی اہلِ علم کے فرائض ہیں، عالم بے عمل اور گدھے میں کوئی فرق نہیں اور عالم باعمل ہی اصل وارث انبیاء ہیں۔ عالم باعمل کے ذمے تبلیغ دین کا کام بھی ہے۔ ہفتے میں جمعہ کا دن تبلیغ دین کے لیے خصوصی دن ہے۔ اس لیے مسلمان جمعہ کی اذان سنتے ہی مسجد میں آئیں۔ اللہ کے احکام سنیں پھر اپنے کاروبار میں لگ جائیں مگر وہاں بھی اللہ کو یاد رکھیں اور اس کے احکام بھلا نہ دیں۔

سورۃ المنافقون :۔ اہلِ دولت کے فرائض۔

۱:۔ دین حق کی سربلندی اور مخلوق خدا کی بہتری کے لیے خوشدلی سے خرچ کرنا باتیں بنانا اور بیان بازی میں مگن رہنا اور خرچ کرنے کا نام نہ لینا منافق کی نشانی ہے۔
۲:۔ مال جمع کرنے کی دُھن میں اتنے محو نہ ہوں کہ اللہ کو بھول جائیں۔
۳:۔ مال جمع کرنے کی چیز نہیں خرچ کرنے کے لیے کمایا جاتا ہے۔ اس لیے صحیح مصرف پر خرچ کرتے رہیں۔

سورۃ التغابن :۔

نبی کریمؐ پر ایمان لانا اور آپ کی اطاعت کرنا فطرت اور عقل کے عین مطابق ہے۔ غذا کی ضرورت کا احساس فطرت کے عین مطابق ہے خواہ وہ جسمانی غذا ہو یا روحانی اور روحانی غذا تو حضورؐ کی ہی معرفت ہمیں پہنچتی ہے اس لیے حضورؐ کی اطاعت دراصل اس فطری داعیہ کو پورا کرنا ہے۔ حضورؐ کی اطاعت سے باز رکھنے والی چیزوں سے ہوشیار رہنا۔ وہ یہ ہیں

۱:۔ مصائب میں مبتلا ہونے کا اندیشہ۔
۲:۔ مال کی محبت۔

۳۔ اولاد کی محبت۔ جہاں یہ چیزیں حضورؐ کی اطاعت میں رکاوٹ بنیں انہیں اپنی راہ سے ہٹا دو۔

سورۂ الطلاق:۔ بندوں کے حقوق ادا کرنا اتنا ہی ضروری ہے جتنا اللہ کے حقوق اور اللہ نے جو حقوق مقرر کر دیئے انہیں ترمیم یا تنسیخ کرنے کی کسی کو اجازت نہیں۔ بندوں کے حقوق غصب کرنے یا ان پر ظلم کرنے سے انسان اسی طرح عذاب کا مستحق قرار پاتا ہے۔ جس طرح اللہ کے حقوق کا خیال نہ رکھنے سے انسان عذاب الٰہی کو دعوت دیتا ہے۔ ان خطروں سے بچنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ نبی کریمؐ کا اتباع پورے خلوص اور محبت سے کرو۔

سورۂ التحریم:۔ اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل میں کوئی چیز رکاوٹ نہ بننے پائے۔ بڑی رکاوٹیں دو ہیں۔ خواہش نفس کا اتباع اور اہل وعیال کی محبت اگر تم نے ان میں سے کسی سبب کے تحت اللہ کے احکام سے منہ موڑا تو گویا تم نے خود اپنے لیے اور اپنے اہل وعیال کے لیے جہنم کا سامان کر لیا۔ ہاں غلطی ہو جائے تو اس کا علاج توبہ ہے۔ اور یاد رکھو کہ بزرگوں کے ساتھ بلکہ انبیاء کے ساتھ ظاہری نسبت بھی عذاب الٰہی سے نہیں بچا سکتی۔ پس انبیاء کرام اور اہلِ اللہ کی اطاعت ضروری ہے۔

سورۂ الملک:۔ اس کائنات کا خالق اللہ تعالیٰ ہے۔ وہی اس کا مالک اور بادشاہ ہے تم اس کی سلطنت میں رہ کر اس کے احکام کی خلاف ورزی کر کے باغیانہ زندگی بسر کرو گے تو جہنم کے حوالے کیے جاؤ گے۔ اور اگر اطاعت شعار اور وفادار رعایا بن کر رہو گے تو اللہ تعالیٰ طرح طرح کے انعام عطا فرمائے گا۔

سورۂ القلم:۔ اگر نادان لوگ دینِ حق کو ایک انسان کا خود ساختہ دین سمجھتے ہیں تو وہ کوشش کر کے اس دین کے دستور یعنی قرآن جیسی کتاب تیار کر کے لے آئیں۔ یقیناً ان سے یہ کام نہیں ہو سکے گا۔ اس لیے رسول کریمؐ اور قرآنِ حکیم کی مخالفت کر کے عذابِ الٰہی کو دعوت نہ دو۔ اس قرآن کی تعلیمات دونوں جہان کی کامیابیوں کی ضمانت ہے۔

سورۃ الحاقہ:۔ اعمال کا بدلہ کسی قدر تو اس دنیا میں بھی ملتا ہے۔ مگر مکمل جزا دوسری دنیا میں ملے گی۔ قوم نوح، عاد، ثمود اور قوم فرعون کی تباہی ان کی باغیانہ روش کی سزا کا ایک معمولی حصہ ہے جو انہیں اس دنیا میں ملا۔ اگر تمہیں بداعمال کی سزا سے بچنا ہے۔ تو اس کا ایک ہی طریقہ ہے کہ عمل صالح اختیار کرو۔ قرآن پہ عمل کرو۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو۔

منزل ۲۹

سورۃ المعارج تا ختم سورۃ الاعلیٰ

سورۃ المعارج:۔ کفار مذاق کے طور پہ پوچھتے تھے کہ قیامت کب آئے گی جواب ملا۔ کہ اپنے مقررہ وقت پہ آئے گی۔ اور اللہ کے باغیوں کے لیے وہ کوئی خوشگوار منظر نہیں ہوگا۔ انہیں اس وقت سخت عذاب دیا جائے گا کوئی دوستی اور رشتہ داری کام نہ آئے گی۔ اور جن لوگوں میں یہ صفات پائی جاتی ہیں انہیں انعام ملے گا۔

۱:۔ نماز کی پابندی کرتے ہیں۔
۲:۔ اپنی عصمت کی حفاظت کرتے ہیں۔
۳:۔ خیانت نہیں کرتے۔
۴:۔ عہد کے پابند ہیں۔
۵:۔ جان و مال سے محتاجوں کی مدد کرتے ہیں۔
۶:۔ آخرت کی باز پرس پہ یقین رکھتے ہیں۔

سورۃ نوح:۔ انبیاء کا طریقہ تبلیغ یہ ہے۔

۱:۔ اللہ کی عبادت اور نبی کی اطاعت کی دعوت دینا۔
۲:۔ مناسب حالات کے مطابق انفرادی ملاقاتوں میں اور اجتماعی طور پہ دعوت دینا۔
۳:۔ حالات کے مطابق تنہائی میں مخفی طور پہ اور مجمع میں علی الاعلان۔
۴:۔ اس دعوت کو قبول کرنے کا فائدہ واضح کرنا کہ دنیا میں سکون و اطمینان اور آخرت میں انعام و اکرام۔ آخر میں بتایا کہ اگر لوگ نبی کے اخلاص اور احسان کی قدر نہ کریں تو

عذاب یقینی ہوتا ہے جیسے قوم نوح کو ہوا۔

سورۂ الجن:۔ جس طرح فطرت سلیمہ رکھنے والے انسان قرآن مجید سننے کے مشتاق ہوتے ہیں اسی طرح جن بھی قرآن سننے کا شوق رکھتے ہیں جنوں کے ایک گروہ نے نبی کریمؐ سے قرآن سُنا۔ ایمان لائے اور اپنی قوم کے پاس جاکر اس کی تبلیغ کی۔ پھر بتایا کہ نبی تو سراپا دعوت ہوتا ہے۔ وہ اللہ کا بندہ بننے کی دعوت دیتا ہے اور اس پہ کوئی اُجرت نہیں مانگتا۔

سورۂ المزمل:۔ حضورؐ کا دستور العمل بتایا۔ تاکہ اسلام کی تبلیغ کرنے والے اس کو پیشِ نظر رکھیں۔

۱:۔ رات کو اٹھنا۔ تہجد پڑھنا اور یکسوئی سے قرآن کی تلاوت کرنا۔

۲:۔ کثرت سے ذکر الٰہی کرنا۔

۳:۔ دن میں تبلیغ دین کرنا۔

۴:۔ مخالفین کی بدتمیزیوں پہ صبر کرنا۔

۵:۔ نتیجہ اللہ کے سپرد کرنا۔

سورۂ المدثر:۔ اے نبی! آپ دعوتِ حق کا کام کرتے رہیں۔ مخالفین سے نمٹنا ہمارے ذمہ رہا۔ یہ لوگ خود اپنی زبان سے اقرار کریں گے کہ ہمیں آخرت کا عذاب اس وجہ سے ہو رہا ہے کہ ہم دینِ حق کے متعلق اول فول بکتے تھے۔ قیامت پہ ایمان نہیں تھا۔ نماز کا مذاق اڑاتے تھے۔ یہ لوگ اس دنیا میں سنبھل جائیں تو قرآن انہیں نجات کا راستہ دکھادے گا۔

سورۂ القیامہ:۔ قیامت کا آنا یقینی۔ انسان اس روز اپنے تمام اعمال کا ریکارڈ خود دیکھے گا۔ نہ کوئی عذر پیش کر سکے گا۔ نہ کوئی پناہ مل سکے گی۔ اہل اللہ کے فرمانبردار خوش وخرم ہوں گے۔ اُس روز کی ہولناکیوں سے بچنا چاہتے ہو تو ہماری کتاب کی تعلیمات کی ٹھیک اس طرح تعمیل کرو جیسے ہمارا رسول بیان کرتا۔

سورۃ الدھر:- ہم نے کتاب ہدایت بھیج دی اس کے بعد انسان دو گروہ بن گئے، ایک شکر گزار، دوسرے ناشکرے۔ شکر گزار انعام کے مستحق اور ناشکرے عذاب کے مستحق ہوں گے۔

سورۃ المرسلات:- یہ نظام کائنات ایک روز ختم ہو جائے گا۔ اس دنیا کے اعمال کے حساب و کتاب کے لیے ایک نیا نظام شروع ہوگا۔ جن لوگوں نے یہاں اللہ کا بندہ بن کر زندگی گزاری انہیں عمدہ بدلہ ملے گا اور باغیوں کو دردناک سزا ملے گی۔

سورۃ النباء:- کاشت کار کا مقصد فصل حاصل کرنا ہوتا ہے۔ وہ آلات کے ذریعے کھیتی باڑی کر کے یہ مقصد حاصل کرتا ہے۔ زراعت کے آلات جمع کرنا بجائے خود کوئی مقصد نہیں ہوتا۔ اسی طرح انسان کے لیے اس دنیا کی چیزیں آلات و ذرائع ہیں۔ اس کا مقصد آخرت کی کامیابی حاصل کرنا ہے جس طرح فصل پکنے پر دانے اور بھس علیحدہ کر لیے جاتے ہیں اسی طرح فیصلے کے دن مطیع اور باغی الگ الگ کر دیئے جائیں گے۔

سورۃ النازعات:- جس طرح آنِ واحد میں انسان کا دم نکلتے ہی اس کے شخصی نظام میں انقلاب آجاتا ہے۔ اسی طرح ایک آن میں اس کائنات کے نظام میں انقلاب آجائے گا۔ عمل کا نظام ختم ہوگا۔ اور عمل کا بدلہ ملنے کا نظام شروع ہو جائے گا۔

سورۃ عبس:- قرآن سراپا نصیحت ہے۔ قرآن کی تبلیغ میں مساوات برتنی چاہیئے۔ دنیا داروں اور مالداروں کے ساتھ کوئی امتیازی سلوک نہیں کرنا چاہیئے جب قیامت کے روز یہ خاندانی گھمنڈ چھوڑنے پڑیں گے۔ تو آج کیوں نہ انسان خاندانی تفاخر اور دولت پر اترانا چھوڑ کر سیدھی طرح دین اختیار کرے۔

سورۃ التکویر:- مادی دنیا میں ہر شخص ہر چیز کی حقیقت نہیں جانتا بلکہ جاننے والوں پر اعتماد کر کے ان کے کہنے کے مطابق کام کرتا ہے۔ اسی طرح روحانی دنیا میں حقیقت کو پوری طرح جاننے والے نبی کریم ہیں۔ اس لیے عقلمندی یہ ہے کہ آدمی حضور پر اعتماد کر کے آپ کی اطاعت کرے۔ ورنہ وہ نرا احمق ہے۔

سورۃ الانفطار: قیامت میں وہ شخص خسارے میں رہے گا جس نے دنیا میں اپنے رب سے تعلق توڑا۔

سورۃ المطففین: جو لوگ اپنا حق تو پورا لیتے ہیں مگر دوسرے کا حق دینے وقت اُسے نقصان پہنچاتے ہیں کبھی ظلم سے اور کبھی دھوکے سے۔ ایسے لوگ انصاف کے دن سخت گھاٹے میں رہیں گے۔

سورۃ الانشقاق: انسان کی کامیابی کا راز اللہ کی بندگی میں پوشیدہ ہے۔ اور اصل کامیابی آخرت کی کامیابی ہے۔

سورۃ البروج: خدا پرستوں اور اللہ والوں کی دل آزاری کرنے والے اللہ کی گرفت سے نہیں بچ سکتے۔

سورۃ الطارق: اگر انسان اپنی پہلی پیدائش پہ غور کرے تو یہ بات اس کی سمجھ میں آجائے کہ اللہ تعالیٰ دوبارہ پیدا کرنے پہ قادر ہے۔ قیامت کا انکار کرنے والے چند روزہ زندگی کی مہلت کو بیکار مشغلوں میں ضائع کر دیتے ہیں مگر اپنے نقصان کا احساس انہیں نہیں ہوتا۔

سورۃ الاعلیٰ: قرآن سراپا ہدایت ہے۔ آدمی اس سے ہدایت لینے کا ارادہ کرے تو اللہ اُسے فہم عطا کرتا ہے۔ جہاں نصیحت کرنا نفع آور معلوم ہو وہاں ضرور نصیحت کرنی چاہیئے۔ اس قرآن سے نصیحت حاصل کرنے والے نماز کے پابند اور ذکرِ الٰہی کے مشتاق ہوتے ہیں اور مخالفین صرف دنیوی لذتوں پہ لٹو ہیں۔

منزل ۲۵

سورۂ الغاشیہ تا ختم سورۂ الناس

سورۂ الغاشیہ:۔ یہ دنیا دار العمل ہے انسان کو آزادی ہے کہ چاہے یہاں اللہ کا بندہ بن کے رہے، چاہے تو اس کی بغاوت کرتا رہے مگر یہ سمجھ لے کہ ایک روز اس کو اعمال کا بدلہ ملنے کا فیصلہ ہوگا۔ اُس روز ان لوگوں کے چہرے ہشاش بشاش ہوں گے، جو اس دنیا میں اللہ کے بندے بن کے رہے اور ان لوگوں کے چہرے پر پھٹکار برس رہی ہوگی جو یہاں من مانی کرتے رہے۔ ہمارے نبیؐ کا کام فقط ہمارے احکام پہنچانا ہے۔ تم سے ان احکام پہ عمل کرانے کی ذمہ داری ان پہ عائد نہیں ہوتی۔

سورۂ الفجر:۔ اعمال کی جزا و سزا کا سلسلہ اس دنیا میں ہی شروع ہو جاتا ہے۔ بداعمالی کی سزا کے طور پہ کبھی کبھی مصیبتیں نازل ہوتی ہیں، چنانچہ قومِ عاد، ثمود اور قومِ فرعون کو ان کی بداعمالی کی سزا اسی دنیا میں شروع ہو گئی، مگر اعمال کا پورا پورا بدلہ یہاں نہیں ملتا۔ اس کے لیے ایک الگ قسم کا انتظام ہوگا۔ اللہ کے بندے جب اس دنیا سے رخصت ہونے لگتے ہیں تو ان کو مستقبل کی شاندار زندگی اور انعامات الٰہی کی بشارت مل جاتی ہے۔ چنانچہ وہ خوشی خوشی اس دنیا سے رخصت ہوتے ہیں۔

؎ نشانِ مردِ مومن با تو گویم   چو مرگ آید تبسم بر لب اوست

سورۂ البلد:۔ انسان اس دنیا میں عیش کرنے کے لیے نہیں بلکہ کام کرنے کے لیے آیا ہے اس کے اعضا، اس کی قوتیں اور اس کی صلاحیتیں اس کے ہتھیار ہیں جن سے کام لے کر باطل کی قوتوں کو حق کے راستے سے ہٹانا ہے اور حق کی راہ پہ چلنا اور دوسروں کو اس کی دعوت دینا انسان کا مقصدِ حیات ہے۔

سورۃ الشمس:۔ جب تک تزکیہ نفس نہ ہو انسان کو برائی کی ترغیب اندر سے ملتی رہتی ہے۔ اس لیے انسان کی فلاح کا دارومدار اس بات پر ہے کہ وہ تزکیہ نفس میں کوشاں رہے۔ اس طرح اس کا اخلاق بلند، اس کی سیرت عمدہ اور کردار اعلیٰ قسم کا ہو جائے گا۔ اگر اس نے تزکیہ نفس کی طرف توجہ نہ دی تو یہاں بھی ذلیل ہوگا اور وہاں بھی رسوا جس طرح گذشتہ اقوام نفس پرستی کی وجہ سے ذلیل و رسوا ہوتی رہیں۔

سورۃ اللیل:۔ مختلف انسانوں کی کوششوں کا رخ مختلف ہوتا ہے۔ کوئی تقوی کی محتاط زندگی اختیار کرتا ہے تاکہ اس کا کوئی قدم اللہ کی بغاوت کی طرف اٹھنے نہ پائے اور وہ ہر طرح ایثار اور قربانی کو اہمیت دیتا ہے۔ ایسے لوگ آخر کار کامیاب ہوں گے اور اللہ کے انعامات سے سرفراز ہوں گے۔ کوئی ایسا ہوتا ہے جو نفس پرستی میں مگن رہتا ہے۔ بخل اور بدکاری اپنا شیوہ بنا لیتا ہے اور اللہ کی ہدایت کی طرف مطلق توجہ نہیں دیتا۔ ایسے لوگ انجام کار خسارے میں رہیں گے۔

سورۃ الضحیٰ:۔ اللہ تعالیٰ نے اس حقیقت کا اعلان فرمایا کہ اللہ اپنے نبیؐ کی حفاظت کا ذمہ دار ہے۔ ہدایت اسی کی طرف سے ملتی ہے اور نبیؐ کو تعلیم بھی وہی دیتا ہے۔ اور اللہ کا نبیؐ اللہ کے ہر احسان اور اس کی ہر نعمت کا تہہ دل سے شکر گزار ہوتا ہے۔

سورۃ الم نشرح:۔ اللہ نے اپنے نبیؐ کا سینہ تمام علوم کے لیے کھول دیا اور اپنے حبیبؐ کا ذکر چار دانگ عالم میں بلند کر دیا۔

سورۃ التین:۔ اللہ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا۔ اگر انسان اپنا فرض منصبی ادا کرے اللہ کا بندہ بن جائے تو باقی تمام مخلوق سے بہتر ہے۔ اور اگر اللہ سے بغاوت کرنے لگے تو بدترین مخلوق ہے۔

سورۃ العلق:۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو بے شمار نعمتیں عطا کی ہیں۔ ان میں سے ایک بڑی نعمت علم ہے۔ مگر انسان ان نعمتوں کی ناقدری کر کے سرکشی اختیار کر لیتا ہے۔ اور اللہ کے مواخذے سے غافل ہو جاتا ہے۔ مگر اے نبیؐ! آپ ہمارے احکام کی تبلیغ کرتے رہیں۔ دشمنانِ اسلام کی مخالفت کی پرواہ نہ کریں۔ ان کی سرکوبی کرنا ہمارے ذمے ہے۔

سورۃ القدر:- قرآن مجید کا نزول شب قدر میں ہوا۔ اس لیے اس مبارک رات میں اللہ کی عبادت کرنا باقی دنوں کے مقابلے میں ہزار گنا بہتر ہے۔

سورۃ البینہ:- دین اسلام دین حق ہے۔ جو لوگ فطرت سلیمہ سے کام لے کر اس دین کی پیروی کرتے ہیں وہ خدا کی بہترین مخلوق ہیں اور جو لوگ اس احکام کا انکار کرتے ہیں وہ بدترین مخلوق ہیں۔

سورۃ الزلزال:- جب یہ نظام کائنات درہم برہم ہو جائے گا تو قیامت آجائے گی اور ہر شخص کو اپنے چھوٹے بڑے اچھے بُرے ہر عمل کا بدلہ مل کر رہے گا۔

سورۃ العادیات:- انسان بڑا ناشکرا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اپنے بلند نصب العین سے ہٹ کر مال و دولت کی محبت میں گرفتار ہو جاتا ہے اور یہ مرض بڑا مہلک ہے اور اس کا علاج یہ ہے کہ آخرت کی جوابدہی پر یقین کیا جائے۔

سورۃ القارعہ:- قیامت کے دن ہر شخص کو اس کے اعمال کے مطابق جزا و سزا ضرور ملے گی۔

سورۃ التکاثر:- انسان کو اللہ سے دُور اور اپنے فرائض منصبی سے غافل کرنے والی چیز دولت جمع کرنے کی حرص ہے۔ اس مہلک مرض سے بچنے کی فکر کرو۔

سورۃ العصر:- قوموں کی کامیابی اور سربلندی کے لیے چار اصول ہیں۔

۱:- ایمان کامل۔

۲:- عمل صالح۔

۳:- دوسروں کو حق پہ قائم رہنے کی تلقین کرنا۔

۴:- صبر کی تلقین۔

سورۃ الھمزہ:- زر پرستی تمام بداخلاقیوں کی جڑ ہے اور زر پرست کا انجام آتش جہنم میں جلنا ہے۔

سورۃ الفیل:- جو لوگ اللہ کے دین کی توہین کرتے ہیں ہمیشہ ذلیل ہوتے ہیں۔

سورۂ قریش:- راہنماؤں اور لیڈروں کا فرض یہ ہے کہ وہ عوام کے مقابلے میں زیادہ سے زیادہ اللہ کی عبادت کریں اور مالی ایثار کریں۔

سورۂ الماعون:- انسان روزِ جزاء کا انکار کردے تو اس میں بے شمار برائیاں پیدا ہو جاتی ہیں مثلاً غفلت، بخل، ریا، اور دوسروں کو حقیر سمجھنا وغیرہ۔

سورۂ الکوثر:- نماز کی پابندی اور ایثار کا جذبہ اہلِ حق کے دو بڑے ہتھیار ہیں جن کے ذریعے وہ باطل کا مقابلہ کرنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔

سورۂ الکافرون:- جب تبلیغ حق کا ردِعمل انکار کے سوا کچھ نہ ہو تو منکروں سے قطع تعلق کر لو۔

سورۂ النصر:- مسلمانوں کو جس قدر زیادہ کامیابی نصیب ہو اللہ کی عبادت اور اس کی یاد میں اسی قدر اضافہ ہوتا رہنا چاہیے۔

سورۂ لھب:- تبلیغ حق میں رکاوٹ پیدا کرنے والوں کا حشر وہی گا جو ابولہب کا ہوا۔

سورۂ اخلاص:- توحید یہ ہے کہ آدمی یقین رکھے کہ اللہ ایک ہے، بے نیاز ہے نہ اس کا کوئی باپ ہے نہ بیٹا نہ کوئی دوسرا اس کا ہمسر ہے۔

سورۂ الفلق:- نقصانات اور مصائب سے بچانے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ اس کے ساتھ تعلق پختہ کر لو۔

سورۂ الناس:- مخلوق کے شر سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ خالق کی پناہ میں آجاؤ اور اس سے عبودیت کا رشتہ مضبوط کر لو۔

اللہ اللہ ہے تو گویا جان ہے
ورنہ اپنی جان بھی بے جان ہے

حافظ عبدالرزاق